

میرزا حسن خان اختر ○ البرکات و عمر عثمان و حیدر
 اس کے نور ہوئے و جسم شریف کے لیے سایہ ہوئے کا شرف ہے



رسالہ نور

مع اصناف جدیدہ و افادات عید

مُصَنَّف

حضرت حکیم الامت مولانا الحاج مفتی احمد یار خان صاحب

فائزات

مفتی محمد عثمان صاحب زادہ افتدرا احمد خان

نعمی کتب خانہ گجرات مغربی پاکستان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلَّهِ الْمُتَّقِينَ وَالْقَوْلُ لِلَّهِ
- طاهر بن زبیر و احمد بن حنبل و الطبرانی و الطبرانی و الطبرانی
إِلَى يَوْمِ الدِّينِ ۝

جاننا چاہیے کہ حبیب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم
کو اطہر و معصی صفت بخش دیا ہے ویسے ہی حضور علیہ صلوٰۃ والسلام کو
یہ خصوصیت بھی عطا کی کہ انہیں اپنے نور سے بنایا اور سارے عالم کو
ان سے ظاہر فرمایا۔ یعنی انہیں کے سر پر ولایت کا تاج رکھا اور ان کی
کی پیشانی پر آخریت کا سہرا باندھا اور انہیں کو آخری نبی بنا کر بھیجا
انہیں کو عراق کی رات میں اچھے سارے پیغمبروں کا امام بنایا ہے
نماز اسری میں تھما یہی سرعیاں ہوں معنی اول آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر ہو سلطنت پہلے کر گئے تھے
نغم دشت پہلے ہوتا ہے پھر اسی نغم پر درخت کی ٹیکیل اور اٹھتا ہوتا
ہے یہ وہ عقیدہ ہے جس پر آج تک سارے کلمہ گو اور اسلام کا دعوے
کرنے والے منتفق رہے خود عثمانی دیوبند کا بھی یہی عقیدہ رہا جیسا کہ ان
کو کتابوں سے ظاہر ہے مگر موجودہ زمانہ کے نئے دیوبندی دیوانی جہاں
حضور کے اور اوصاف خصوصی کے انکاری ہو گئے ہیں جن پر اہل اسلام
ناز کرتے تھے وہاں حضور کے نور ہونے کے بھی انکار ہو گئے۔ اب یہ
حالی ہو گیا ہے کہ حضور کے نور ہونے کے انکار کے ساتھ جیسے ہو رہے

عام دیوبندی عالموں کے لباس میں دن رات دھواں دھار
مزین کر رہے ہیں۔ اور گمراہ کن طریقوں سے حضور کی لوائیت کا
کار کر رہے ہیں۔ طریقہ کلام اتنا بدتمیزی گستاخی کا ہے کہ یہ نہیں
دیکھا کہ کوئی سکھ۔ عیسائی۔ آریہ بول رہا ہے یا کلمہ گو بدعتی اسلام
میر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نمک کھایا ہے۔ ان کے نام
بد ہوں۔ ان کے دروازوں کے ٹکڑوں سے گزرا کر بد ہوں۔ ان کی
ندی سے سیرت ملی ہے۔ نمک حلال ٹوک کر اپنے آقا کی توہین یا ان
سے کمال کا انکار برداشت نہیں ہوتا۔ مجھے اس سے دکھ پہنچا۔ صرف
وہ تب قلم ہاتھ میں ہے۔ یہ تو بیسیرہ ہوا کہ بدر جنین کا میدان ہوتا
اور ان پر جان بچھا کر دیتے ہوئے کفار کے تیر نکو اپنے اوپر لیتے
جو ہم بھی وال ہوتے خاک گلشن لب کے قدموں سے لیتے آئیں
مگر کہیں کیا نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن اکھٹے تھے!
اگر وہ نصیب نہ ہوا تو کم از کم چوتھم کم سے بدگوئیوں کا مقابلہ
کریں اور دشمنوں کے لسانِ اسلام کو اپنے پر اٹھائیں۔ شاید اللہ
نے انہیں تبدیل فرما دے اور غازیان بدر و حنین سے غلاموں میں شہر
نصیب فرما دے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے تعلیم پر اہل
پرتو یا سنت کے دن اٹھائے۔

یہ مد نظر رکھتے ہوئے یہ فقیر نے اس زمانہ سے کچھ لکھنے کی محنت کی
ہے جس میں ثابت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نور ہیں۔

اور ہمارے عالم کا ظہور و خور کے نور سے ہے۔ اس رسالہ کا نام ”رسالہ نور“ رکھنا ہوا اور اس کا بھی وہی طریقہ ہوگا۔ جو ”جاء الحق“ اور ”سلطنت مصلح“ وغیرہ کتابوں کا ہے کہ اس رسالہ کے دیباچے کے جائزے گئے پہلے باب میں اس کا ثبوت قرآنی آیات۔ احادیث شریفہ۔ بزرگان دین کے اقوال اور خود پوہندی پیشواؤں کے کلام سے ہوگا۔ دوسرے باب میں اسی مسئلہ پر ایسا دیکھیں جس قدر اعتراض ہو چکے ہیں اور میرے علم میں آچکے ہیں۔ ان کے جوابات۔ وما تَوْحِیْهِ الْاِلٰہُ اِلَّا یَاخُذْ عَلَیْہِ التَّوَكُّلُ وَالِیَہِ الْمَلٰٓئِیَہُ۔

اصغر یار خاں بدایونی

مقدمہ

رسالہ شروع کرنے سے پہلے چند قواعد خیال میں رکھنا چاہئیں :

① نور کے لغوی معنی ہیں روشنی۔ چمک دکھ اور اجالا۔

مگر کبھی اس کو بھی نور کہہ دیا جاتا ہے جس سے روشنی اور اجالا نمود ہوا اس معنی میں شروع کو نور کہا جاتا ہے۔ بجلی۔ چراغ۔ لائٹیں کو نور یا روشنی کہہ دیتے ہیں۔ یعنی سبب نور کہ سبب برادیتے ہیں۔

② نور دو طرح کا ہوتا ہے۔ نور حسی اور نور عقلی۔ نور حسی وہ جو اکھوں سے دیکھتے ہیں آگ۔ جیسے دھوپ۔ چراغ۔ بجلی وغیرہ کی روشنی۔ نور عقلی

کو آکھتے نور محسوس نہ کر سکے مگر عقل کہے کہ یہ نور ہے۔ روشنی ہے اس فی سہ اسلام کو۔ قرآن کو۔ ہدایت کو۔ علم کو نور کہا جاتا ہے۔ آیات

نور ہوں

۱) اِنَّہٗ دِلٰی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُجِیْدُ

النَّظْمَ اَلَمَاتِ اِلٰی الشُّوْر -

اللہ مددگار ہے مومنوں کا انہیں

اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا،

اس آیت میں مگر ایسی کو اندھیری اور ہدایت کو روشنی اور نور فرمایا گیا۔

۲) وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکُمْ فُورًا مُّہِیْنًا

اور ہم نے تمہاری طرف کھلی روشنی آوری

اس آیت میں قرآن کو نور فرمایا گیا۔

۳) رَبِّکَ فُورًا کَمِ شَکُوْرَةٍ

رب کے نور کی مثال اس طاق

کی طرح ہے جس میں چراغ ہو۔

۴) اِنَّ اٰیٰتِیْنَ فِیْ ذٰلِکَ لَیْلٰی اِلٰی حَبِیْبٍ صَلٰی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کو نور سنایا۔

۵) وَمَنْ کَانَ مُتَّبِعًا فَاٰیٰتِیْنَ

وَجَعَلْنَا لَکَ فُورًا یُجِیْدُ

فِیْ دَعَاۓکَ -

۶) اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ

لَیْلٰی سَدْرَہٗ فَاٰیٰتِیْنَ

وَعَلٰی شُورِہٖ -

۷) رَبَّنَا اٰتِیْہٗ لَنَا فُورًا

وَعَلٰی شُورِہٖ -

نور کیا وہ جو مردہ تھا۔ پھر ہم نے

اسے زندگی بخشی اور اس کیلئے نور

بنایا جس سے وہ لوگوں میں چلتا ہے۔

نور کیا وہ شخص جس کا سینہ ہم نے

اسلام کے لئے کھول دیا ہے پس

وہ اپنے رب کی طرف نور پر ہے۔

۸) اے ہمارے رب ہمارا نور پور فرما

اور ہمارے رب ہمارا نور پور فرما

اَعْمُرْنَا -

(۴) وَاسْتَلْزَمْنَا التَّوَكُّلَ فِيهِ
جَدِّ وَ تَوَكُّل -

امام شاہی فرماتے ہیں -

فَاتِ الْوَسْطَیْ تَوَكُّل -

اَللّٰهُ وَ اَتِ التَّوَكُّلَ لِعَطْفِ الْوَاسِطِ

(۳) نور کی تعریف یہ ہے کہ نور وہ ہے جو خود ظاہر ہو دوسروں کو
ظاہر سے یعنی ظاہر بالذات - مظهر للذات - یہ ظاہر ہونا اور ظاہر
کرنا بھی دو طرح کا ہے حسی اور عقلی - چاند سورج - بجلی گیس وغیرہ حسی
طور پر ظاہر اور غیر حسی اور علم - ہدایت اسلام - قرآن وغیرہ عقلی طور
پر خود ظاہر ہیں اور دوسروں کو ظاہر کرتے ہیں -

(۴) اللہ تعالیٰ حقیقۃً ازلی ابدی ذاتی نور ہے کہ خود ظاہر ہے اور جسے
اس نے ظاہر فرما دیا وہ ظاہر ہو گیا - باقی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا قرآن
شریف یا اسلام یا قریشی عطا کی طور پر رب کے بنائے سے نور ہیں - کہ
اُسی نے انہیں نور بنایا - یہ نور بن گئے جیسے رب تعالیٰ حقیقی طور پر ازلا
ابد سمیع - بصیر - حی - علیم - خبیر ہے - اور دوسری مخلوق اس کے بنائے
سے عطائی طور پر سمیع بھی ہے بصیر بھی ہے علیم بھی ہے خبیر بھی ہے -
اپنے لئے فرماتا ہے -

اِنَّهُ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ -

بینک رب سننے والا دیکھنے والا ہے

اس آیت میں رب نے اپنے آپ کو سمیع بصیر فرمایا - دوسری آیت
انسان کے بارے میں فرماتا ہے -

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ
نَیْۤءِ اَمْنِیَّاجٍ نَّیْلَیۡنَہٗ فَعِیْلَانَا
ہم نے انسان کو عموماً نطفے سے
پیدا فرمایا - آزمائش کو - پھر
اسے سمیع و بصیر فرمایا -

تمام صفات کا یہ ہی حال ہے کہ رب تعالیٰ بذات خود بغیر کسی کی
مدد کے ان صفات سے موصوف اور دوسری مخلوق عطائی طور پر رب
تعالیٰ کے بنائے سے ان صفات سے عارضی موصوف ہے - لفظ مشتکر
ہیں تاکہ معنی میں بڑا فرق ہے -

(۵) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کا نور ہونے کے نہ تو یہ معنی
ہیں کہ حضور خدا کے نور کا ٹکڑا ہیں نہ یہ کہ رب کا نور حضور کے نور کا مادہ ہے
نہ یہ کہ حضور علیہ صلوٰۃ والسلام خدا کی طرح ازلی ابدی ذاتی نور ہیں - نہ یہ کہ رب
تعالیٰ حضور میں سرایت کر گیا ہے - تاکہ شرک و کفر لازم آئے بلکہ صریحاً یہ معنی ہیں -
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بلا واسطہ رب سے فیض حاصل کرنے والے ہیں اور تمام
مخلوق حضور کے واسطے سے رب کا فیض لینے والی - جیسے ایک چراغ سے دوسرا
چراغ جلا کر دوسرے چراغ سے ہزاروں چراغ جلا کر دوا ایک شیشہ سورج
کے سامنے بکھوکہ وہ چمک جاوے پھر اس سے ان شیشوں کی طرف کر دو جونا ایک
کو ٹھنڈی میں ہیں - تو اس کے عکس سے تمام شیشے جگمگا جاویں گے - ظاہر ہے کہ
پہلے شیشے میں نہ تو سورج اُتر کر آگیا - نہ اس کا ٹکڑا کٹ کر شیشہ میں سما گیا - بلکہ صرف

یہ ہوا کہ پہلے نبیؐ نے بلا واسطہ سورج سے روشنی حاصل کی اور باقی تمام انسانیت سے کہ اگر یہ پہلا شیشہ درمیان میں نہ ہو تو ساری کوٹھڑی والے شیشے ٹاٹا اور اندھیرے رہ جاتیں۔ اس کی مثال یہ سمجھو کہ رب تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا۔

وَإِذَا كُفِّرْتُمْ وَنُفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ

اور جب میں انہیں درست کر دوں اور ان میں اپنی روح پھونک دوں تو تم سب ان کے لئے سجدے میں گر جانا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

وہ عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ کہا جاتا ہے۔ اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ آدم علیہ السلام اللہ کی روح کا ٹکڑا یا جز ہیں یا خدا اسے ان میں مساویت کی ہے بلکہ بلا واسطہ ماں باپ یا بلا واسطہ اب انہیں رب نے روح بخشی یا اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قرار اللہ ہونے کے معنی یہ ہی ہیں کہ بلا واسطہ مخلوق رب سے فیض پانے والے۔

(۶) ایک بہ شخص محمدی۔ دوسری ہے حقیقت محمدیہ شخص محمدی اس جسم اطہر کا نام ہے جو آدم علیہ السلام کی اولاد میں بی بی آمنہ خاتون سے ہے۔ تمام نبیوں کے بعد دنیا میں جلوہ گر ہوا۔ جو اس عالم میں تمام تر تنوں سے نساک سمیٹی بی آمنہ خاتون کا نور نظر ہونا حضرت عائشہ صدیقہ کا سیراج ہونا حضرت ابراہیم و عیسیٰ و طاہر و فاطمہ زہرا کا والد نامدار ہونا یہ تمام شے اس شخص محمدی کی صفات ہیں۔

حقیقت محمدیہ صوفیا کی اصطلاح میں ذات مطلقہ کے پہلے تعین کا نام ہے یہ یوں سمجھو کہ مصدر کے پہلے تعین کا نام بھی مطلق ہے جو مصدر سے بنا۔ مشتقات اس بھی مطلق سے بنے تو بھی مطلق مصدر کا پہلا تعین ہے لیکن تمام مشتقات بعد کا تعین رب تعالیٰ مصدر تجلیات ہے اور حضور صلی اللہ وسلم بھی مطلق یعنی رب کی پہلی تجلی اور باقی مخلوقات بعد کی تجلیوں کے علم میں محمدی کے بارے میں فرمایا گیا۔

إِنَّمَا آدَمُ بَشَرٌ مِثْلُكُمْ

فرما دو میں تم جیسا بشر ہوں۔

لَقَدْ نَبَّيْنَا آدَمَ جَنَّاتِ الْمَأْوٰی

ہم اس وقت میں ہی تھے جبکہ آدم علیہ السلام آب و گل میں جلوہ گر تھے۔

حقیقت محمدیہ نہ اولاد آدم میں سے ہے نہ بشر ہے نہ شکر ہے نہ کسی کی اپ نہ کسی کی اولاد بلکہ رب کے عالم کی اصل ہے۔ ظاہر ہے کہ بشریت کی ابتداء آدم علیہ السلام سے ہے اور حضور اس وقت نبی ہیں جب آدم علیہ السلام کا خمیر بھی یہ نہیں ہوا۔ اگر اس وقت اور اس حالت میں حضور بشر ہوں تو نہ آدم علیہ السلام بشر رہتے ہیں نہ ابوالبشر۔

اب جو نبی کی تعریف ہوں کی جاتی ہے کہ نبی وہ انسان ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے شرعی احکام کی تبلیغ کے لئے بھیجا۔ یہ شخص نبی کی تعریف ہے حقیقت نبی کی نہیں۔ حضور نبوت سے اس وقت موصوف ہیں جب انسانیت کا نشان بھی نہ تھا کیونکہ پہلے انسان اور تمام انسانوں کے والد حضرت آدم علیہ السلام پیدا نہ

ہوئے تھے بلکہ انسان کیلئے ضروری چیزیں وقت و جگہ بھی نہ بنے تھے۔ حضور نبوت مکان و مکین سے پہلے کی ہے۔

یادام کا پوست بھی با دام ہی کے نام سے پکارا جاتا ہے اور مغز بھی گہر پوست کے اور احکام میں اور مغز کے دوسرے احکام۔ پھر مغز پوست میں ہے۔ اس طرح حقیقت محمدیہ شخص محمدی میں جلد و گہر ہے۔ نور ہونا۔ پیرمان ہونا۔ رب کی دلیل ہونا اسی حقیقت محمدیہ کے نام اور اسی کے صفات ہیں۔ اس معنوں کو شریعت شریف میں بہت شرح و بسط سے بیان فرمایا۔ اور مولیٰ اشرف علی صاحب نے نشر الطیب میں خوب اچھی طرح ثابت فرمایا ہے تفسیر روح البیان سورہ انفارہ ۹ میں نیز آیت **هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ فَرَبَّاهُ ثُمَّ يَرْجِعُ رُوحَكُمْ فِي بُيُوتِكُمْ** لہذا حضور و اولاد اوصاح ہیں۔

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم شریف کی نورانیت جسمی بھی تھی کہ صحابہ کرام اور ارا رج مطہرین نے اسی نورانیت کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ چنانچہ ترمذی شریف نے شہداء شامی شریف میں ہمزائیں اپنی بالہ سے ایک کٹی حادینت نقل کی ہے۔

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَضًّا يَتَلَا وَحَيْثُ كُنَّا نَوْتَرُ الْقَمَرِ فَيَكُونُ الْمَدِينُ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم غصت والے دجا ہشتالے تھے آچا چرڈ اور ایسا جگمگاتا تھا جیسے چودھویں شب کو پورا چاند

دارمی نے حضرت یحییٰ بن زید معوذ بن صفراء سے روایت کی۔

فَأَكْتُبُ يَا بَنِي كُذِّرْتُمْ إِنَّهُ سَأَيِّتُ

حَالًا يَغْتَلِي - | وسلم کو دیکھتے تو مریح طلوع ہوتا دیکھتے

ی دارمی نے عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

سَوَّلَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَامَ الْأَخْلَاقِ الثَّانِيَةِ إِذَا تَكَلَّمَ بِالْقَوْلِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے دندان مبارک کے درمیان کھڑکی تھی جب کلام فرماتے تو ان دانتوں سے روشنی نکلتی تھی۔

جن روایت میں ہے کہ اس روشنی سے رات میں سوئی تلاش کر لی جاتی تھی۔

سوزن گم شدہ ملتی ہے تبسم سے ترے

رات کو صبح پتا ہے او بیلا نیرا

ذی۔ احمد بیہقی ابن حنمان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کیا۔

كَانَ الشَّيْءُ تَجِيءُ فِي رَجَبِهِ

گویا سورج آپ کے چہرے میں جگمگاتا تھا

مواہب لدنیہ جلد اول ۲۵۱ میں نہایت شریف سے نقل کیا۔

كَانَ الْمَجْدُ تَلَا حَكَّ وَجْهَهُ

آپ کے چہرہ انور میں دیار منکس نظر آتی تھی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوة جلد اول ص ۱۱ میں فرمایا:

روای او فناد آل حضرت اسبابہ برہن

ان تمام روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جسم اطہر کی نورانیت صحابہ کبار کو محسوس ہوتی تھی۔ حضور کے چہرہ انور کو اسی روشنی و سورج جاذب بنا کر سمجھاتے تھے اسی طرح جسم کا سایہ نہ ہونا۔ جسم اطہر سے ایسی خوشبو ظاہر ہونا کہ کوچے اور گلیاں

مہک جایں یہ بھی نورانیت ہی کے باعث ہے معراج شریف میں جسم شریف کا آگہ اور زمر رب کے کہ سے گزر جانا اور کچھ اتر نہ ہونا۔ آسمانوں کی سیر فرمانا جہاں

ہوا نہیں پھر زندہ رہنا۔ یہ اسی وجہ سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں۔
 یہ نورانیت جیسی بھی ہے عقلی بھی اسی طرح شرح صدر کے وقت سینہ مبارک
 سے دل نکال کر فرشتوں کا اسے دھونا اور پھر حضور کا زندہ رہنا اسی وجہ
 سے ہے کہ حضور نور ہیں ورنہ دل پر بخیر اثر موت کا سبب ہوتا ہے۔ باب بھی
 بعض اولیاء اللہ حضور کے نور کو چشم سر دیکھتے ہیں جس کے پرستے شہداء و مجاہدین
 اگر ان قواعد کا لحاظ رکھا گیا تو بہت فائدہ ہوگا اور اصل مسئلہ کے سمجھنے
 میں آسانی ہوگی۔ آج کل مخالفین یہ ہی کہہ کر لوگوں کو بہکانے ہیں کہ اللہ نور
 ہے۔ اگر حضور بھی نور ہوں تو آپ بھی رب ہو گئے کیجیے کہتے ہیں کہ تم جو
 کہتے ہو کہ حضور اللہ کے نور سے ہیں تو کیا اللہ تعالیٰ حضور میں سما گیا یا اللہ
 کے نور کا ٹکڑا اکٹھا کر حضور کی ذات بنا رہی۔ کبھی کہتے ہیں کہ عیسا بنوں
 نے عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانا اور تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا
 کا نور مانا۔ بیٹا ماننا اور نور ماننا ایک ہی ہے۔ کبھی کہتے ہیں کہ اگر حضور
 نور ہیں تو آپ کی ساری اولاد نور ہونی چاہیئے کوئی سیّد انسان نہ ہونا
 چاہیئے۔ اگر یہ قواعد خیال میں رہیں تو تمام سوالات نمود بخود اٹھ جائیں گے
 اس رسالہ کے دو باب کئے جاتے ہیں۔ پہلے باب میں حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہونا۔ دوسرے باب میں حضور صلی اللہ علیہ
 وسلم کا بے سایہ ہونا۔

پہلا باب

صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہونے کے ثبوت میں۔ اس باب میں
 تسلیس ہیں۔ پہلی فصل میں مسئلہ نور کا ثبوت۔ دوسری فصل
 میں اس مسئلہ پر اعتراضات و جوابات

پہلی فصل

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہیں اور تمام مخلوق حضور کے نور
 سے ہے اس پر قرآنی آیات۔ احادیث شریفہ۔ علماء دین کے اقوال خود
 دیوبندی و بابیوں کے اقوال گواہ ہیں۔ دلائل ملاحظہ ہوں رب تعالیٰ ارشاد فرماتا،
 (۱) قَدْ جَاءَكُمْ نُورٌ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَ

کتابتِ یسین۔ (سورہ مائدہ پارہ ۶)

(۲) مَثَلُ نُورٍ يَكُونُ فِيهَا مِصْبَاحٌ
 الْمِصْبَاحُ كَالنَّارِ كَالْحَاقَةِ وَالنَّارُ حَاقَةٌ
 تَوَاتُّهَا كَوَكْبٍ دَرِيٍّ

(سورہ لہ پارہ ۱۸)

رب تعالیٰ نور یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شمع جس میں
 چراغ ہے وہ چراغ ایک فانوس میں ہے وہ
 فانوس گویا ایک چمکتا ہوا راہ ہے۔

پہلی آیت میں نور سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جیسے بخیر تشریح کتاب
 نہیں پڑھی جا سکتی ایسے ہی حضور کے بغیر قرآن نہیں سمجھا جا سکتا اور وہ رب کا

نور میں کسی کے بھائے سچ نہیں سکتے۔ جیسے سورج چاند وغیرہ۔ نیز ان کے نور کی پیمائش یا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ جیسے سمندر کا پانی یا جہوا۔

دوسری آیت میں بھی اللہ کے نور سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کیونکہ یہ تعالیٰ کی مثال نہیں ہو سکتی۔ خود فرماتا ہے لَئِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُوا

اور یہاں اسی نور کی مثال دی جا رہی ہے تو اس سے مراد حضور نور ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اسے بنی ایک ہم نے نعم کو بھیجا حاضر

ناظر اور نورِ شہری و دنیا اور نورِ آسمان اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلائے والا۔ اور چمکانے والا سورج۔

(سورہ احزاب پارہ ۲۲)

قرآن شریف نے سورج کو بھی دوسری جگہ سراجِ منیر فرمایا ہے کیونکہ وہ چمکانا بھی ہے اور چمکانا بھی ہے اور چاند تار سے وغیرہ کو نور بھی بتاتا ہے کہ وہ سب سورج ہی سے جگمگاتے ہیں۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی سراجِ منیر فرمایا کہ حضور خود چمک رہے ہیں۔ اور صحابہ کرام اور اہل بیت کو نورینا ہے

ہیں۔ کہ وہ سب حضور ہی سے جگمگا رہے ہیں۔

(۴) یُؤْتِيهِمْ مِنْ فَضْلِهِ لَعَلَّكُمْ يَتَّقُونَ اور اللہ

یا قَوْمِ اِهْبِهْمُ وَاللَّهُ مُزِنٌ قَوِيٌّ وَكَذَلِكَ يَكْفُرُ الْكَاذِبُونَ

(سورہ صافات پارہ ۲۸)

(۵) يَرْفَعُ رُتَبًا لَكُمْ يَسَّرُ لَكُمْ سُبُلَكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ خَبِيرٌ اور اللہ

یا قَوْمِ اِهْبِهْمُ وَيَايَا آلَ اللَّهِ اَنْتُمْ قَبِيْلَتُمْ

(سورہ قمر پارہ ۱۰)

صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے منہ سے بھجوائیں

اللہ نے مانگے گا اگر اپنے نور کا پورا کرنا۔

ان آفری آیتوں میں اللہ کے نور سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہو سکتے ہیں۔ کفار نے چاہا کہ حضور کو شتم کر دیں مگر رب تعالیٰ نے حضور کے ہر نام کو پورا فرمایا۔ تالیقی قاری نے موضوعاتِ کبیر میں فرمایا کہ ان آیات میں

اللہ کے نور سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب پاک کا نور ہے۔

حضرات مفسرین کے ارشادات

(۱) تفسیر علامین شریف میں آیت نمبر ۱ کے تحت فرمایا۔ یعنی قَدْ جَاءَكُمْ

مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ۔ نور سے مراد نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

(۲) تفسیر صادی شریف میں اس آیت کے تحت ہے۔

رب نے اس آیت میں حضور کو نور اس لئے فرمایا کہ حضور بھانڈوں کو نورانی کرتے ہیں۔ اور کامیابی کی طرف راہنمائی کرتے ہیں اور ہر قسمی اور معنوی نور کی اصل ہیں۔

(۳) تفسیر غزال میں اسی آیت کے تحت ہے۔

یعنی اس آیت میں نور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں سب نے انہیں نور اس لئے

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم آتیا

سَمَاءَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَيُعَذِّبُ الْمُنَافِقِينَ
بِهِ كَمَا يُعَذِّبُ فِي الظُّلُمِ
بِالنُّورِ

(۴) تفسیر ہمدانی میں اس آیت کے تحت ہے۔

وَقِيلَ يُرِيدُ بِالنُّورِ مُحَمَّدًا
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۵) تفسیر دارک میں اسی آیت کے تحت ہے۔

أَوِ النُّورِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ كَمَا سَمِعُوا
سِرَاجًا

(۶) تفسیر ابن عباس متورقہ میں اسی آیت کے تحت ہے۔

فَكَذَّبَ عَنْكُمْ رَبُّكُمْ وَقَالَ لَكَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ
يُعَذِّبُكَ مُحَمَّدٌ

(۷) تفسیر روح البیان شریف میں اسی آیت کے تحت ہے۔

وَقِيلَ لِلْمُؤْمِنِينَ أَتَدْعُونَ إِلَهُ إِلَّا هُوَ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنُّورِ
الْقُرْآنِ

(۸) اسی روح البیان میں آیت

هُوَ الْمُنِيُّ جَعَلَ اللَّهُ لَهُ

كَرَّمَ سَمَاءَ إِلَى الْخَلْقِ

۱۰ تفسیر ہمدانی نے اسی آیت کے تحت فرمایا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
حضور کے نور سے بعیت کے
نور حاصل کئے جاتے ہیں۔

اس کے قریب تفسیر خازن وغیرہ میں بھی ہے۔

۱۱ تفسیر خازن نے آیت کے تحت مثل نورہ کی تفسیر میں فرمایا

بَلْ قَدْ أَتَىٰ هَٰذَا التَّشْبِيلَ لِلنُّورِ
بِصَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِأَنَّ عَمَّا يَسْلُبُ الْعَبَّاسِ
خَبْرِي عَنْ قَوْلِهِ فَصَالِي

لِلْغُورِ كَمَا تَكُونُ فِيهِمَا
صَبَاحَ قَاتٍ كَمَنْ هَذَا
مَرْكَبُهُ اللَّهُ تَعَالَىٰ لِيُتِمَّ
لَهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَالْتَمَسُوا

مَدْرَسًا وَالتَّجَاجِبَةُ قُلُوبُهُ
بِالصَّبَاحِ قَبِيلِ النَّبِيِّ تَوَسَّلُوا
لَهُ تَعَالَىٰ كَمَا كُنْ تَعْبُدُوا
بِجَدَّةٍ يَكُونُ نُوْرٌ خَلَقَ

لَهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْمُهُ لِيُتِمَّ لِلنَّاسِ
قَوْلُهُ لِيُتِمَّ كَلَامُهُ

خلق کی طرح سمجھا۔

۱۲ تفسیر ہمدانی نے اسی آیت کے تحت فرمایا۔

حضور کے نور سے بعیت کے
نور حاصل کئے جاتے ہیں۔

۱۳ تفسیر خازن نے آیت کے تحت فرمایا

بَلْ قَدْ أَتَىٰ هَٰذَا التَّشْبِيلَ لِلنُّورِ
بِصَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِأَنَّ عَمَّا يَسْلُبُ الْعَبَّاسِ
خَبْرِي عَنْ قَوْلِهِ فَصَالِي

لِلْغُورِ كَمَا تَكُونُ فِيهِمَا
صَبَاحَ قَاتٍ كَمَنْ هَذَا
مَرْكَبُهُ اللَّهُ تَعَالَىٰ لِيُتِمَّ
لَهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَالْتَمَسُوا

مَدْرَسًا وَالتَّجَاجِبَةُ قُلُوبُهُ
بِالصَّبَاحِ قَبِيلِ النَّبِيِّ تَوَسَّلُوا
لَهُ تَعَالَىٰ كَمَا كُنْ تَعْبُدُوا
بِجَدَّةٍ يَكُونُ نُوْرٌ خَلَقَ

لَهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْمُهُ لِيُتِمَّ لِلنَّاسِ
قَوْلُهُ لِيُتِمَّ كَلَامُهُ

۱۱۱ تفسیر روح البیان شریف میں لکھتے ہیں کہ جہاں کہہ رسول کی طرف
کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل سے پوچھا کہ تمہارا
عمر کتنی ہے عرض کیا کہ یہ تو مجھے خبر نہیں۔ ان اتنا جانتا ہوں کہ جو
حجاب میں ایک نارہ منتر ہزار برس کے بعد چمکتا تھا اس کو میں نے بہر
ہزار دفعہ چمکتے دیکھا تو فرمایا کہ اے جبریل قسم رب کی وہ نارہ ہم ہی پر
اور رب نے حضور کا نور حضرت آدم کی پشت میں امانت رکھا۔ تفسیر
روح البیان کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ نور محمدی حضرت جبریل سے
پہلے پیدا ہو چکا تھا۔ جبکہ آسمان و زمین چاند و سورج کچھ نہ تھے۔

احادیث شریفہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کا نور ہونے پر بے شمار احادیث
وارد ہیں جن میں سے کچھ بطور اختصار پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) عہد الزناق نے اپنی مسند میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت
کی۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھے
خبر دیجئے کہ سب انبیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کیا پیدا فرمایا۔ آپ نے
فرمایا کہ اے جابر اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے تیرے نبی کا نور
اپنے نور سے پیدا کیا۔ پھر وہ نور قدرت الہی سے جہاں اللہ کو منظور ہوا
کرتا رہا اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم نہ حجت نہ دوزخ نہ فرشتے تھے۔ نہ آسمان

نہ چاند تھا نہ سورج۔ نہ جن تھے نہ انسان۔ پھر جب رب تعالیٰ نے مخلوق
کے کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کئے۔ ایک حصہ سے قلم و دوسرے
محفوظ نمبر سے سطرش وغیرہ پیدا فرمایا۔ یہ حدیث بہت دراز ہے۔ یہ
تو امام بیہقی نے دلائل النبوة میں روایت کی اور بڑے ائمہ دین نے اس
حدیث کی اسناد و پر اعتماد کیا۔ جیسے امام عسقلانی نے مواہب میں امام ابن
مکی نے فضل القری میں اور علامہ قاسمی نے زاد المعاد میں اور علامہ
قزاقی نے شرح مواہب میں اور علامہ شیخ عبدالحق نے تاریخ النبوة میں اور علامہ
(۲) احمد ذہبی نے صحیح احکام نے صحیح اسناد سے حضرت عریض ابن مبارک سے
روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں رب تعالیٰ کے نزدیک
نارقم النبیین ہو چکا تھا۔ حالانکہ ابھی آدم علیہ السلام اپنے قبر میں حسبہ لگے
تھے۔ (مشکوٰۃ)

(۳) ترمذی شریف نے امام احمد حاکم اور بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابو نعیم
نے حلیہ میں حضرت ابوہریرہ سے روایت کی اور حاکم نے اس روایت کو صحیح
کہا کہ ایک بار صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ آپ کے لئے نبوت کس وقت ثابت
ہوئی۔ فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے۔

(۴) احکام ابن القطان نے حضرت امام زین العابدین سے روایت کی۔ انہوں نے اپنے
والد امام حسین سے انہوں نے اپنے والد حضرت علی ابن ابی طالب سے روایت
کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم آدم علیہ السلام کی پہلی شریعت سے چودہ
ہزار برس پہلے اپنے رب کے حضور میں ایک نور تھے۔

۱۵) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب انامی میں رسول ابن صالح ہمدانی سے روایت کیا کہ میں نے ابو جعفر محمد بن علی (یعنی امام باقر رضی اللہ عنہ) سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان خیرین میں سے جو آپ کے پیروں پر قدم ہونا کیسے ہوا تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ تمہیں آدمی کی پشتوں سے مکان کی اولاد کو پیشان سے نکالا تو سب سے پہلے ان فرار لینے کے لئے فرمایا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب سے پہلے جو اس میں یدیعلم حضور نے فرمایا۔

وہاں حضرت عباسؓ نے بارگاہ نبوت میں عرض کیا کہ مجھے کچھ نعمت شریفہ پڑھنے کی اجازت دیجئے۔ سرکار نے فرمایا۔ ہاں پڑھو تو انہوں نے ایک مختصر قصیدہ پڑھا جس میں دروغ بھی تھے۔

وَأَشْتَلْنَا لَهَا وُلْدًا إِشْقَقَ الْأَمْرُ مِنْ رَدْدِهَا وَتَبَعَهَا رَسْمُ الْأَنْثَى
حِينَ تَأْتِي الْبِرْثَ نَأْبُهَا نَبُوءُهَا نَبُوءُهَا نَبُوءُهَا نَبُوءُهَا نَبُوءُهَا
فَتَحْنُ فِي ذَاكَ الْفَضِيحَةِ فِي الْمَثَرِ بِسَبِيلِ الْفَضْلِ فَتَحْنُ
فَتَحْنُ أَمْ نَبُوءُهَا نَبُوءُهَا نَبُوءُهَا نَبُوءُهَا نَبُوءُهَا نَبُوءُهَا
ان تمام روایات کو مولوی اشرف علی صاحب دہلوی نے کتاب اشرف الطبیب
میں بہت سی وضاحت اور تفسیر سے نقل کیا ہے۔ موابہد لہذا تشریف لیں بھی
ان روایات سے کو نقل فرمایا۔

FR

طلب اس وقت ایسے مقبول دعا ہے کہ مکہ والے ان کو سامنے رکھ کر
اس کی دعا کرتے تو فوراً پاؤں آتی تھی اس نور کی وجہ سے اہرہ سے
دول سے عبدالمطلب کو سجدہ کیا۔

۶: ابو نعیم سے عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ شریب
دست میں آمنہ خاتون کا گھر دورانِ ہجرت سے پھر گیا۔ حضرت انسیدہ اور ابی ہریرہ
میں بھی حاضر ہوئیں اور آمنہ خاتون نے پیدائش پاکہ کے وقت ایسا نور
میں دیکھا کہ مشرق و مغرب ان پر ظاہر ہو گئے پھر حضور پیدا ہوئے اور
یہ امر جسے ہی مسجد فرمایا۔ مواہب لدنیہ شریف ص ۲۱)

بہر حال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہوتا ہے نہ ہی احباب ہمیشہ ثابت رہتے۔ یہاں بطور نمونہ بہت تھوڑی ملیشوی کی گئیں اور کچھ احباب ہمیشہ مفد مہینہ سخن کی جواب دہی ہیں۔

حضرت نور محمدیؑ کے سرِ شعلیق علماء اسلام کے ارشاد

تجربہ سے امت مسلمہ کا موقف عقیدہ رہا ہے کہ نبی کو جیل یا قید خانہ میں رکھ کر اس سے
رب کا نور پائی اس مقام پر کسی کا اختلاف نہ ہوا۔ اگرچہ امت کے کچھ افراد
بظاہر فرقہ پرستوں کی طرح جھگڑتے ہیں۔

(۱) حضرت عباسؓ میں بھی ان کے اشعار ہم احادیث کے سلسلہ میں عرض کر چکے ہیں انہوں نے حضورؐ کو نور فرمایا اور وہ اشعار خود حضورؐ اور صلی اللہ

علیہ وسلم کی بارگاہ شریف میں پڑھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ اعتراض فرمایا (۲) حضرت ابوسریح رضی اللہ کا قول ہم مقدمہ میں عرض کر چکے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور میں سورج جیسی چمک تھی۔

(۳) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان بھی مقدمہ میں عرض کیا جا چکا کہ حضور کے دانت مبارک سے نور نکلتا ہوا معلوم ہوا تھا۔

(۴) حضرت ہند ابن ابی ہالہ کا قول بھی مقدمہ میں لکھ چکا کہ حضور کا چہرہ انور ایسا متور تھا جیسے چودھویں راست کا چاند۔

(۵) حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کا قول بھی مقدمہ میں لکھ چکا کہ وہ فرماتی ہیں اگر تم انہیں دیکھتے تو ایسا معلوم کرتے کہ سورج نکل رہا ہے۔

(۶) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہاراج البتہ جلد اول باب پنجم ص ۱۱۱ میں فرماتے ہیں۔

وچوں اُس حضرت عین نور باشند
نور را سایہ نمی باشند۔

(۷) مولانا علی قاری موضحات کبیر میں ص ۱۱۱ پر فرماتے ہیں۔

ذَکَا مَّا نُورُہَا عَلَیہِ السَّلَامُ ذَہْجَہُ
فَی غَابَہُ مِّنَ النَّظْمِ شَرْفًا وَ
عَمَّیَا دَآدَلُہَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرًا
وَمَسْمَاہُ فِی کِتَابِہِ نُوْرًا۔

(۸) یہی ملاحظہ علی قاری رحمۃ اللہ القاری اسی موضوعات میں اسی جگہ فرماتے ہیں

سَلٰی اللّٰہُ نُوْرًا مَسْمُوْمًا وَ
مِنْ عَلٰی مَوْجِہِ نُوْرًا اِی
مُخْتَصِبًا۔

(۹) امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ نصیبہ و بردہ شریف میں فرماتے ہیں۔

بَا حَبِیْبِ اللّٰہِ اَبِی ہَزْرَہِی کَہ سُوْرَجِی ہِی۔

اور اس سے نبی حضور کے نام سے ہیں جو حضور

کا ہی نور اندھیریوں میں لوگوں میں

پھیلاتے ہیں۔

(۱۰) امام جلال الدین رومی قدس سرہ العزیز ثنوی شریف میں فرماتے ہیں۔

اللّٰہ کے نور کا سایہ بھی نور ہوتا ہے

جو خدا سے دور نہیں اُنکا سایہ بھی دور ہے

جو ہم کھاتے ہیں اس سے پیدائی نکلتی ہے

جو حضور کھاتے ہیں وہ خدا کا نور بنتا ہے

(۱۱) امام احمد ابن محمد قسطلانی قدس سرہ مواہب لدنیہ شریف جلد اول

۹ میں فرماتے ہیں۔

اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آدم اپنا سر اٹھا تو

انہوں نے اپنا سر اٹھا یا تو عرش کے پڑوں

میں ایک نور دیکھا عرض کی اسے مولا یہ نور

کیسا ہے فرمایا یہ نور ایک نبی کا ہے جو

علیہ وسلم کی بارگاہ شریف میں پڑھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ عترتیں فرمائی
(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ کا قول ہم مقدمہ میں عرض کر چکے کہ حضور انور
صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور میں شمع جیسی اچھک تھی۔

(۳) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان بھی مقدمہ میں عرض کیا
جا چکا کہ حضور کے دانت مہارکسا سے نور نکلتا ہوا معلوم ہوا تھا۔

(۴) حضرت ہند ابن ابی ہالد کا قول بھی مقدمہ میں لکھ چکا کہ حضور کا چہرہ
انور البیہا منور تھا جیسے چودھویں رات کا چاند۔

(۵) حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کا قول بھی مقدمہ میں لکھ چکا کہ
وہ فرماتی ہیں اگر تم انہیں دیکھتے تو ایسا معلوم کرنے کے سوا کچھ نہ کہتا۔

(۶) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوة جلد
اول باب پنجم ص ۱۱۱ میں فرماتے ہیں۔

وچوں کہ حضرت عین نور باشند
نور را سایہ نمی باشند۔

(۷) مولانا علی قاری موضحات کبیر میں ص ۱۱۱ پر فرماتے ہیں۔

وَمَا كُنَّا نَرَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامَ شَيْئًا
فِي عَابَةِ مَنَظَرِهِ شَرَفًا وَ
عَرَجًا وَ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورًا
وَسَمَّاكَ فِي كِتَابِهِ نُورًا۔

(۸) یہی مولانا علی قاری رحمۃ اللہ العالی نے اسی موضوعات میں اسی جگہ فرماتے ہیں

اللہ تعالیٰ نور المؤمنین
وہی علیٰ مِثْلِ نُورِهِ (۱)

(۹) امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ تصدیق دہرہ شریف میں فرماتے ہیں۔
یا حبیب اللہ آپ بزرگی کے سوا کچھ
اور سایہ ہی حضور کے سایہ ہیں جو حضور
کا ہی نور اندھیروں میں لوگوں میں
پھیلاتے ہیں۔

(۱۰) امام جلال الدین رومی قدس سرہ العزیز شفا میں فرماتے ہیں۔

کس نور حق ہمہ نوری بود
کس دوزخ حق ہمہ دوری بود
ی نور دگر دہ پیدی زین جہا
آن نور دگر دہ ہمہ نور خدا

(۱۱) امام احمد ابن محمد قسطلانی قدس سرہ مواہب لدنیہ شریف جلد اول
۹ میں فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نور المؤمنین
وہی علیٰ مِثْلِ نُورِهِ (۱)

اللہ تعالیٰ نور المؤمنین
وہی علیٰ مِثْلِ نُورِهِ (۱)

اللہ تعالیٰ نور المؤمنین
وہی علیٰ مِثْلِ نُورِهِ (۱)

اللہ تعالیٰ نور المؤمنین
وہی علیٰ مِثْلِ نُورِهِ (۱)

اللہ تعالیٰ نور المؤمنین
وہی علیٰ مِثْلِ نُورِهِ (۱)

اللہ تعالیٰ نور المؤمنین
وہی علیٰ مِثْلِ نُورِهِ (۱)

اللہ تعالیٰ نور المؤمنین
وہی علیٰ مِثْلِ نُورِهِ (۱)

مَا هَذِهِ النُّورُ قَالَ هَذَا النُّورُ نَبِيٌّ
مِنْكُمْ ذُرِّيَّتُكَ اسْمُهُ فِي السَّمَاوَاتِ
أَحْمَدُ وَفِي الْأَرْضِ مُحَمَّدٌ قَوْلًا
مَا خَلَقْتَ وَلَا شَقَّتَ مَاءً
وَلَا أَرْضًا -

نوماری اولاد میں سے ہوں گے
نام آسمان میں احمد اور زمین میں
محمد ہے۔ اگر وہ نہ ہوتے تو نہ
تمہیں پیدا کرتے نہ آسمان
زمین کو -

(۱۲) یہی امام احمد ابن محمد قسطلانی اسی مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے حب نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کا نور پیدا فرمایا تو اس نور کو
حکم دیا کہ تمام انبیاء کے نوروں کو گھیر
چنانچہ رب نے حضور کے نور سے
سکے نور کو دیکھا نبی ایمان میں رہا
گویا نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام کائنات کے
کون سے نور نے ہر کو کو دیکھا نبی ایمان میں رہا
سے فرمایا کہ یہ محمد بن عبد اللہ کا نور ہے صلی
اللہ علیہ وسلم ائمہ ان پر ایمان لے آئے
تو جن تم کو نبی بناؤں -

(۱۳) علامہ زرقانی علیہ الرحمۃ حدیث چلیم کی شرح میں فرماتے ہیں -
اللہ نے حضور کو اس نور سے پیدا
کیا جو عین ذات الہی ہے -

(۱۴) امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں فرماتے ہیں -

فَخَلَقْتَ إِسْرَاحِيلَ الْمَسْحُوقَ
فِي بَابِ إِيجَادِ خَلْقِكَ ابْنَكَ
عَقِيقَةَ مُحَمَّدٍ رَحْمَةً
وَرَأْسَ مُحَمَّدٍ سَيْفَةً فِي الْحَضَرَةِ
عَدُوَّةً ثُمَّ سَلَحْتَ سَهْمَهَا نَعْرَ الْمَلِكَةِ
بِهَافٍ مَلْعُومٍ أَوْ سَيْفَهَا -

(۱۵) مطالع المراتب شرح دلائل الخیرات میں ہے -

لَمْ يَخْلُقْ إِلَّا نَحْنُ نَحْنُ اللَّهُ تَعَالَى
نَحْنُ كَلِمَتُكَ كَالْوَحْدَانِ وَنَحْنُ رُوحُ
نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ الْمَقْدُوسِ سَيِّدِ الْمَعَادِ
نَحْنُ نَحْنُ وَدَائِلُكَ كَلِمَتُكَ تَبْلُوكَ
أَنْتَ إِسْرَاحِيلُ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ
مُسَمَّيًّا أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ
نُورَ نَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ
وَالْحَقُّ فِيهِ وَغَيْرُهُ مِمَّا فِي مَعْنَاهُ -

اس سے علاوہ اور بھی حدیثیں ہیں جن کا مستند ایک ہی ہے -

(۱۶) علامہ شاہ عبدالغنی نابلسی حدیث قدسہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں -
تِلْكَ خَلْقُ كُلِّ شَيْءٍ مِنْ نُورِهِ

سبحان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور

صلی اللہ علیہ وسلم کما
در مذہب الحدیث الصحیح
سے بنائی گئی۔ جیسا کہ حدیث
صحیح میں وارد ہوا۔

خود علماء دیوبند کے اقوال

۱) دیوبند لوں کے پیشوا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اپنی کتاب
نشر الطیب کے مضمون کو اس طرح شروع فرماتے ہیں۔
پہلی فصل نور محمدی کے بیان میں۔ اس فصل میں نور کی تمام دو چیزیں
تحریر فرماتے ہیں جو ہم احادیث میں بیان کر چکے اس ضمن میں فرماتے ہیں۔
فت۔ اس حدیث سے نور محمدی کا اول الخلق ہونا بالیقین حقیقت ثابت
ہوا۔ کیونکہ جن میں انبیاء کی نسبت ردایات میں اولیٰ کا حکم آیا ہے۔
ان انبیاء کا نور محمدی سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص
ہے۔ (انتہی)

اس میں مولوی صاحب موصوف نے دو چیزیں تسلیم کیں۔ ایک تو
مختار صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہونا۔ دوسرے حضور کے نور کا تمام
مخلوق سے پہلے ہونا۔ اور ہر چیز کا آپ کے نور سے نور بنتا بھی
مولوی صاحب مذکور نے اس کتاب میں اس جگہ تسلیم کیا ہے۔
دیکھئے موجودہ دیوبندی دہائی اپنے ان پیشوا پر کیا فتویٰ لگاتے
ہیں۔

یہی مولوی اشرف علی صاحب اپنی کتاب تلح الصدور میں فرماتے ہیں

شمار بے نظیر لا شوبہ
نہ پیش نور من رسوا شوبہ
یہی مولوی اشرف علی صاحب اپنی اسی کتاب تلح الصدور میں دوسری
خود فرماتے ہیں۔ ثمر

نبی خود نور اور قرآن ملا نور
نہ ہو چھر بلکہ کیوں نور علی نور
شاہ عید المرحوم صاحب یعنی شاہ ولی اللہ صاحب کے والد ماجد اپنی
کتاب الفاسر جمیع میں فرماتے ہیں۔

عرش تا یفرش دلا کجہ علوی و
سفل سفلی ہمہ ناشی ازال حقیقتہ محمدیہ
ست و قول رسول مقبول اول ما
خلق اللہ نور علی خلق اللہ ما خلق اللہ
ن نور و قول لولاک لما خلقت
لولاک و قول لولاک لما اظہرت
یہی۔

امام طائفہ دیوبندیہ و یاسیہ مولوی اسماعیل دہلوی اپنی کتاب
نصب امامت میں فرماتے ہیں ص ۱۶

را کے سیکہ بے بصراست البتہ
نارفتان او بے خبر است۔

یہی مولوی اسماعیل صاحب دہلوی اپنی اسی کتاب نصب امامت

میری ہمتیٰ ل شماع کے آگے فنا و گم ہو جائے
نہیں تو میرے نور کے آگے ہوا و جاوے

نہ ہو چھر بلکہ کیوں نور علی نور

شاہ عید المرحوم صاحب یعنی شاہ ولی اللہ صاحب کے والد ماجد اپنی

کتاب الفاسر جمیع میں فرماتے ہیں۔

عرش تا یفرش دلا کجہ علوی و

سفل سفلی ہمہ ناشی ازال حقیقتہ محمدیہ

ست و قول رسول مقبول اول ما

خلق اللہ نور علی خلق اللہ ما خلق اللہ

ن نور و قول لولاک لما خلقت

لولاک و قول لولاک لما اظہرت

میں دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

اما نزول برکت پس بیا نش آنکہ
وجود انبیاء بمشابه

آفتاب عالم تاب است

کہ چوں نور او در تمام عالم
منتشر شود از بد ظلمت شب

بدر رود۔

لیکن برکت کا نازل ہونا
اس کا بیان یہ ہے۔

کہ حضرت انبیاء کا وجود دنیا کر

چمکانے والے سورج کی طرح

کہ جب اس کا نور و ثریا میں پھیل

ہے تو رات کی تاریکی دور ہو جاتی ہے

مولوی حسین احمد صاحب اپنا اور اپنے تمام دیوبندی علماء کا

غضبیدہ اپنی کتاب الشہادت الثابتہ میں ۵۷۷ پر یوں بیان

فرماتے ہیں :

ہمارے حضرات اکابر کے اقوال و عقائد کو ملاحظہ فرمائیے۔

یہ جملہ حضرات ذات حق پر نور علیہ السلام کو ہمیشہ سے اور

ہمیشہ تک واسطہ فیوضات الہیہ و سراپا رحمت غیر منتہیہ و عقائد

لئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ازل سے ایک تک

جو جو جنسین عالم پر ہوئی ہیں اور ہوں گی عام ہے کہ وہ نعمت

وجود کی ہو یا اور کسی قسم کی ان سب میں آپ کی ذات

پاک اسی طرح پر واقع ہوئی ہے کہ پہلے آفتاب سے نور

چاند میں آیا۔ اور چاند سے نور ہزاروں آئینوں میں غرضیکہ

حقیقت محمدیہ واسطہ جملہ کمالات عالم و عالمیان ہے غرضیکہ

حضرت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام و التبیان واسطہ جملہ کمالات

عالم و عالمیان ہے۔ یہ ہی معنی کولاک المخلقت الافلاک اور

یا خلق اللہ نوری اور انانہی الانبیاء کے ہیں۔

(۲) دیوبندیوں کے پیشوا و مطلق مولوی رشید احمد صاحب

کتاب امداد السلوک کے ۵۷ پر فرماتے ہیں۔

ان جہاں است کہ حق تعالیٰ در

ان حبیب خود صلی اللہ

علیہ وسلم فرمودہ کہ البتہ

از نزد شہاد از طرف حق

عالیہ نور و کتاب مبین و

از از نور ذات پاک حبیب

صلی اللہ علیہ وسلم است

بیزاد تعالیٰ فرماید کہ اسے

صلی اللہ علیہ وسلم ترا

شاہد و مبشر و تدبیر و داعی

الی اللہ تعالیٰ و سراج منیر

ترادہ ایم و مبشر روشن کنندہ

نور دہندہ را گویند۔

اس عبارت میں مولوی رشید احمد صاحب نے تین باتیں فرمائیں۔

۱۔ اسی سبب سے اللہ تعالیٰ نے اپنے

حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان

میں فرمایا کہ تمہارے پاس حق

تعالیٰ کی طرف سے نور اور کتاب

مبین آئے نور سے مراد حبیب خدا

صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک

ہے نیز حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ

اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے

آپ کو گواہ اور بشیر و تدبیر و داعی

کی طرف بلائے والا اور چمکانے والا

سورج بنا کر بھیجا۔ منیر و روشن

کر سہ واسطے اور نور دینے والے

کو کہتے ہیں۔

ایک سیر کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا نور ہیں۔ دوسرے یہ کہ آیت کریمہ
 قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ میں نور سے مراد حضور صلی
 اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تیسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف نور ہی نہیں بلکہ
 منیر یعنی نور گر ہیں۔ کہ اپنے متبعین غلاموں کو نور بنا دیتے ہیں حضور سورج ہیں
 کہ رات میں چاند ناریں کو اور دن میں دنوں کو چمکا دیتے ہیں۔ اب کسی دیوبندی
 کو حق نہیں کہ ان تین چیزوں کا انکار کرے۔ کیونکہ ان کے پیشوا اہلادی مطلق
 برحق نے یہ سب کچھ مان لیا۔

(۳) یہ ہی مولوی رشید احمد صاحب اپنی اسی کتاب امداد السلوک کا
 صفحہ ۸۶ پر فرماتے ہیں۔

و حضرت صلوات اللہ علیہ فرمود
 کہ حق تعالیٰ میرا نور خود پیدا
 فرمود۔ و منیرین ان نور من پیدا
 فرمود۔

(۴) یہ ہی مولوی رشید احمد صاحب اپنی امداد السلوک کے اسی صفحہ
 پر کچھ آگے یوں فرماتے ہیں۔

آں ذات پاک صلی اللہ علیہ وسلم
 ہم از قبلہ اولاد آدم اند کہ حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم خود را چنان مظهر فرمود
 کہ نور خالص گشتہ و حق تعالیٰ این خاصیت

فرمود و تو از ثبات شد کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نہ آئینند و
 ظاہر است کہ بجز نور ہمہ اجسام
 حاصل می دارند۔

اس عبارت میں مولوی صاحب نے دو چیزیں مانیں۔ ایک یہ کہ حضور انور صلی
 اللہ علیہ وسلم نور ہیں۔ رب نے انہیں نور کہا۔ دوسرے یہ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم
 کے جسم اطہر کا سایہ نہ تھا۔ یعنی ان کی نورانیت بعض وجوہ سے محسوس بھی تھی۔

حضور کے نور جو تھے پر اور بہت سے دلائل قائم کئے جاسکتے ہیں مگر میں
 سب پر قناعت کرتا ہوں ماننے والے کو اتنے ہی کافی ہیں۔ ضدی کے لئے دفتر
 بھی کافی نہیں۔

عقلی دلائل

عقل بھی چاہتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود رب تعالیٰ کا نور ہیں
 آپ کا ہر عند و شریف نور۔ آپ کا ہر حال شریف نور ہے۔ دلائل محسب
 ذیل ہیں۔

(۱) نور وہ نور ہے جو خود ظاہر ہو۔ دوسروں کو ظاہر کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ
 وسلم خود تو ایسے ظاہر کہ انہیں بخود یہ خشک اندازہ نہ تھا۔ آسمان کا ہر تار زمین کا
 ہر ذرہ پہچانتا ہے انسان انہیں جانتا ہے۔ جانور انہیں پہچانتا ہے۔ کتہ ان کا کلمہ
 پڑھیں۔ پتھر ان کی گواہی دیں۔ غرضیکہ خود ایسے چمکے کہ کسی سے چھپ نہ سکے اور

(۸) وصال کے روز سے حضور نے متواتر کئی کئی روز تک اس طرح کہ بیچ میں بالکل افطار نہ فرمایا۔ اس کے باوجود بھوک پیاس کا کرا نہ ہوا۔ اگر ان کی زندگی شریفیت ہماری طرح بالکل جسمانی ہوتی تو کئی پینے سے ایسے بے نیاز نہ ہوتے۔ حضور کا نور اب بھی بعض اولیاءِ دینِ راستہ ان آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ مولانا جامی فرماتے ہیں:۔
 مگر چہ صدر علم و درم نہ یہ پیش نظر سرم
 دَیْهَهُ فِی نَظَرِی کَلَّ هَذَا نَظَرِی وَحَیْثِی

بعض اولیاء اللہ فرماتے ہیں کہ اگر ایک آن میں آپ کا نور دیکھوں تو اپنے آپ کو مرند ہونے کا فتویٰ دے دوں۔ اور بہت چیزیں ایسی ہیں جنہیں ہم نہیں دیکھتے۔ مگر نہ دیکھنے والوں سے سن مان لیتے ہیں۔ اندھا اگرچہ سورج کو نہیں دیکھتا مگر آنکھ والوں سے سن کر سورج اور اس کے نور کو مان لیتا ہے۔ ہم کو بھی چاہیے کہ اگر حضور کا نور اپنی کمزوری سے ان آنکھوں سے نہ دیکھ سکیں۔ تو کان سے سن مان لیں

(۹) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات ہزاروں سال ایک آن میں طے فرمایا۔ یہ جسم کثیف اتنا دُور واز سفر اتنی تھوڑی مدت میں طے نہیں کر سکتا۔ معلوم ہوا کہ حضور نور ہیں۔ اور جیسے کہ نور نظر ہمارا تو خیال آتا فنا بڑی سے بڑی مسافت ایک آن میں طے کر لیتا ہے ایسے ہی حضور نے اتنا دُور واز فاصلہ ایک آن میں طے فرمایا۔

(۱۰) قرآن کریم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں فرماتا ہے۔
 وَبَشِّرْ عَمَلِیْہِ مَا | تمہاری مشققت ان پر بھاری
 اور ناگوار ہے۔

معلوم ہوا کہ جیسے روح اپنی نورانیت کی وجہ سے جسم کے ہر عضو ہر درد سے خبر داتا ہے کہ پاؤں میں چوڑ لگے تو روح کو خبر سر دے کہ روح کو خبر۔ اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں۔ اور اپنے امتی کے ہر حال سے باخبر ہیں۔

(۱۱) قانونِ قدرت ہے کہ کثرت کی ابتداء وحدت سے ہوتی ہے۔ کثرت کو فیضِ وحدت سے ملتا ہے۔ گویا وحدت کے لئے مبداء و باض ہوتی ہے۔ دیکھو آسمان کے بے شمار ستارے ایک سورج سے نور لیتے ہیں۔ درخت کے تمام پتے شاخیں بھول پھل۔ ان سب کی ابتداء ایک جڑ سے ہے۔ اور تمام کو فیض بھی اسی ایک جڑ سے ہے۔ تمام انسان کی جسمانی ابتداء ایک آدم علیہ السلام سے ہے۔ بدن کے سارے اعضاء کو فیض ایک دل سے ہے۔ غرضیکہ ہر کثرت میں وحدت کا فیض ہے تو چاہیے کہ عالم کثرت یعنی جمیع اللہ کے سوا ہے اس کی ابتداء بھی ایک سے ہی ہو۔ اس کثرت میں بھی کوئی ایک فیضِ ریاں ہو۔ اس مبداء و باض میں ایک کا نام حقیقت محمدیہ اور نور محمدی ہے۔ ورنہ ہوادیکہ کثر بنیں کس وحدت کی شاخیں ہیں اور کون سی وحدت اس میں کار فرما ہے۔ ہر حال یہ بالکل قرین قیاس ہے کہ حقیقت محمدیہ عالم کی اصل ہے اور سارا عالم اس سے ہی فیض لیتا رہا ہے اور نیتا رہے گا۔

دوسری فصل اس مسئلہ پر اعتراضات اور جوابات

۱۔ اختلاف نمبر ۲

اگر نبی کریم ﷺ اللہ علیہ وسلم کا نور ہیں تو خدا کا نور کون سا ہو گیا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا کا جبرین گئے اور حضور خدا کی آئینہ بنے عقیدہ عیسائیوں کے عقیدہ کے مشابہ ہے کہ انہوں عیسیٰ علیہ السلام میں الٰہیت حلول مان لی۔

جواب : ان سوالوں کا ثنایہ ہے کہ معترض اسے سمجھا نہیں۔ اللہ کا نور ہونا اس کے صرف یہ معنی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلا واسطہ رب سے فیض لینے والے ہیں۔ اور تمام مخلوقات نے حضور کے واسطے سے فیض ربانی حاصل کیا۔ جیسے آئینہ سورج کے سامنے ہو تو سورج کا عکس اس آئینہ کو چمکا دیتا ہے۔ بھریہ آئینہ دوسرے حجاب والے آئینوں مقابل کر دو۔ تو وہ تمام اس آئینہ سے چمکنا عباتے ہیں۔ تو پہلا آئینہ سورج کا ٹکڑا ہے نہ عین سورج بلکہ بلا واسطہ اس سے بجلی حاصل کر رہے۔ اور دوسرے آئینے اس سے ذریعے سے۔ پس بدست ایسی ہے جیسے قرآن کریم نے صالح علیہ السلام کی آئینہ کو نافذ اللہ یعنی اللہ کی آئینہ فرما دی اور عیسیٰ علیہ السلام کو روح منہ۔ اللہ کی روح فرمایا۔ عیسیٰ بلا واسطہ والدین رب کے پیدا کئے ہوئے۔

۲۔ اختلاف نمبر ۲

حضور نور نہیں کیونکہ رب تعالیٰ نے فرمایا :
اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ۔ فرما دو کہ میں تم جیسا بشر ہوں۔
(کہنہ پانہ ۱۶)

جب حضور بشر ہوئے تو نور نہ ہوئے۔ بشر سمیت اور نوریت نہیں ہو سکتی۔

جواب : حضور ﷺ اللہ علیہ وسلم نور بھی ہیں اور بشر بھی۔
نور بشر ہیں۔ حقیقت حضور کی نور ہے۔ اور لباس بشری ہے۔ رب تعالیٰ نے حضرت جبریل کے بارے میں فرمایا :

رَسُوْلُنَا اَلَيْحَا سِرُّا وَحِيٰتًا
لِّمَّا لَيْسَ اَلَيْحَا سَمُوِيًّا۔
سورہ مریم چترہ

حضرت جبریل علیہ السلام فرشتہ ہیں۔ نور ہیں اور حضرت مریم کے بشری شکل میں ظاہر ہوئے۔ اس ذلت اس بشری شکل کی وجہ سے نوریت سے علیحدہ نہیں ہو گئے صحابہ کرام نے حضرت جبریل بشری شکل میں دیکھا۔ میا، زلفیں، سفید لباس، آنکھ، ناک۔

ان وغیرہ سب موجود ہیں۔ اس کے باوجود بھی وہ نور تھے۔
و طرح حضرت ابراہیم، حضرت لوط، حضرت داؤد علیہم السلام
ہے خداوند میں فرشتے شکل بشری ہیں گئے۔ رب فرماتا ہے۔

هَلْ أَتَاكَ خَبْرٌ ضَعِيفٌ
إِلَّا هَيَّيْهِ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ
فَقَالُوا سَلَامًا قَالِ سَلَامٌ
كُؤْمُرُ كُؤْمُرٍ -

هَلْ أَتَاكَ نَبَأٌ خَفِيفٌ إِذْ
لِيسُودُوا الْجُدَابَ إِذْ دَخَلُوا
عَلَى دَاوُدَ كَهَنُوعٍ مِنْهُمْ
قَالُوا لَا تَخَفْ خَصْمِينَ بَعَثَ
بَعْضُنَا عَلَى بَعْضٍ -

(سورہ ص پارہ ۳۳)

وَلَمَّا أَنْ جَاءَتْهُمْ سُلَاطِمُ لُوطٍ
مِنْ رَبِّهِمْ وَضَاقٌ بِهِمْ
ذُرْعًا قَالُوا لَا تَخَفْ وَلَا
تَحْزَنْ إِنَّا مُنْجِيكَ مِنَ
أَهْلِ بَيْتِكَ كَانَتْ مِنْ

(عنکبوت پارہ ۲۰)

کیا تم کو ایسا سہم کے مہمانوں کی
خبر پہنچی جب وہ مہمان اُن کے
پاس آئے اور کہا سلام آپ نے
فرمایا یہ سلام اجنبی قوم سے ہے
اور کیا تمہیں اس دھوسے والوں کی
بھی خبر آئی جب وہ دیوار کو گمراہ
کی مسجد میں آئے جب وہ داؤد پر داخل
ہوئے تو وہ ان سے گھبرا گیا انہوں نے
عرض کی کہ یہ نہیں ہم دو فریق ہیں کہ
ایک نے دوسرے پر نریافتی کی ہے

اور جب ہمارے فرشتے لوہا
کے پاس آئے اُن کا آنا اُسے
ناگوار ہوا اور ان کے سبب دل تنگ
ہوا انہوں نے کہا کہ نہ ڈریں اور
نہ غم کیجئے بیشک ہم آپ کو اور آپ کے
گھر والوں کو نجات دیں گے مگر آپ
کی عورت وہ رہ جائے والوں میں ہے

ان تمام آیتوں سے معلوم ہوا کہ فرشتے انبیاء کرام کی خدمت
میں انسانی شکل بشری صورت میں حاضر ہوتے تھے مگر اس کے باوجود

بھی ہوتے تھے۔ غرضیکہ نورانیت و بشریت ضدیں نہیں۔

مترادف نمبر ۳

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں تو چاہیے
ی جگہ اندھیرا نہ ہوا کہے۔ ہر جگہ روشنی ہو۔ لہذا یا تو حضور نور
ہیں یا ہر جگہ حاضر ناظر نہیں۔

جواب : اس سوال کے دو جواب ہیں ایک جواب التزامی دوسرا
تحقیقی۔ جواب التزامی تو یہ ہے کہ رب تعالیٰ نور ہے اور ہر وقت
سے ساتھ ہے۔ مگر ہر جگہ روشنی نہیں ہوتی۔ فرماتا ہے۔

(۱) اَللّٰهُ نُورٌ السَّمَوَاتِ وَ
الْاَرْضِ اَللّٰهُ تَعَالٰی آسمان و زمین کا نور
ہے۔

(۲) وَ هُوَ مَعَكُمْ اَبَدًا
اور وہ رہے تمہارے ساتھ ہے
تم جہاں بھی ہو۔

(۳) لَنْ نَحْنُ اَعْرَابٌ اَلْمَيْمُونِ
ہم بھالہ تمہارے پاس سے زیادہ
قریب ہیں مگر تم دیکھتے نہیں۔

(۴) لَنْ نَحْنُ اَقْرَبُ اَكْبَدَ مِنْكُمْ
ہم اس سے شہ رگ سے بھی
زیادہ قریب ہیں

(۵) اِنَّكَ اَعِنَّا اَللّٰهُ مَعَ الصَّابِرِينَ
پسے شک اللہ صبر والوں کے
ساتھ ہے۔

تیز قرآن شریف نور ہے اور ہر گھر میں رہتا ہے۔ مگر روشنی بدلتی۔ فرشتے نور ہیں اور ہمارے ساتھ رہتے ہیں۔ مگر ان روشنی نہیں پڑتی۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔

(۱) قَدْ أَتَوْنَا بِكَ لَکَاجِدُ کُفْرًا
(۲) قُلْ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ
(۳) قُلْ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ
(۴) قُلْ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ

اور ہم نے تمہاری طرف ظاہر نور اتارا۔
مستمر مادہ۔ تم کو وہ کائنات سنہندہ وقامت دے تم پر مقرر ہے۔

اب بناؤ کہ یا تو رب تعالیٰ ہمارے ساتھ نہیں ہے یا وہ نور نہیں۔ اسی طرح یا نور فرشتے اور قرآن ہمارے پاس نہیں رہا۔ یا وہ نور نہیں جو آپ تحقیقی یہ ہے کہ نور دو قسم کا ہے نور حسی اور نور معنوی۔ نور حسی کے لئے محسوس ہونا ضروری ہے۔ مگر نور معنوی کے دیکھنے کو نور قدس سیدہ دلی آنکھیں چاہئیں۔ اگر اندھا آفتاب کو نہ دیکھے تو اسے چاہیے کہ دیکھنے والوں سے سن کر اسے نور بان لے۔ اسی طرح دوست قدسیہ واسے اولیاء اللہ نور محمدی کو دیکھتے ہیں۔ محسوس کرتے ہیں۔ ان سے سن کر قرآن کو مان کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نور بان لے۔

اب نواضع ملے

اگر حضور نور ہیں تو کھانے پیتے کیوں ہیں۔ ان کے اولاد کیوں

ہے۔ اور چاہیے کہ سادے سید نور ہوں۔ کیونکہ انسان کا بچہ سال۔ گھوڑے کا بچہ گھوڑا۔ شیر کا بچہ شیر ہوتا ہے تو چاہیے کہ اولاد نور ہو (روایتی)

جو واجب ہے۔ کسی آیت یا حدیث میں نہیں کہ نور کی اولاد نہیں بدلتی اگر پیش کرد۔ فرشتوں کے اولاد نہ ہونا اس لئے ہے کہ وہ فرشتہ فرشتوں کے اولاد نہیں ہم حضور کو نور مانتے ہیں۔ فرشتہ مانتے۔ تمہاری بہ بیہودہ گفتگو محض سب کا ہے۔ یہ ہر سوال است، اس صورت میں ہو سکتے تھے۔ جب حضور کی بشریت ہمارا کیا جاتا۔ حضور نور بھی ہیں۔ بشر بھی ہیں۔ اور یہ تمام عوارض فی بشریت کے ہیں۔ نورانیت کے نہیں۔ حبیب علیہ السلام انسان مرادوں برس سے ہیں۔ کھانے پیتے۔ سونے اور داد وغیرہ سے ہیں۔ کیوں کہ وہ انوریت کی جلوہ گری ہے۔ جب دنیا آتش تھے تو پھر کھانا پینا نکاح وغیرہ سب کچھ کریں گے۔

بشریت کی جلوہ گری ہوگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حراج ہزاروں سال کا سفر طے کیا۔ اس وقت نورانیت کی جلوہ گری کھانے پینے کی حاجت نہ ہوئی۔ جب سرکار مہم وصال رکھتے تو مسلسل روز سے بغیر اظہار کے رکھتے۔ اور مطلقاً کھوکھ کا احسان نہ دیا تھا۔ لیکن نورانی حالت میں اگر کھانا ملاحظہ نہ فرمائے تو آثار ک نور دار ہو جاتے تھے۔ روزے کی حالت میں نورانیت کا ظہور

ہے۔ اور دوسرے وقت بشریت کی جلوہ گری۔

باروت داروت فرشتے ہیں۔ نور ہیں۔ مگر جب انہیں ہلیاس
بشری دیا میں بھیجا گیا۔ تو وہ کھانے پینے بھی تھے۔ بلکہ صحبت
کر سکتے تھے۔ اس ہی کھانے پینے اور صحبت کی نوعیت کی بنا پر ان
غناہ والا واقعہ پیش کیا۔ ان کا یہ کھانا پینا اور نوعیت جماع اسی لباس
بشری کے احکام تھے۔

حضرت ملک الموت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بشری شکل میں
آئے تو موسیٰ علیہ السلام کے ٹھیکڑ سے ان کی آنکھ جاتی رہی یہ آنکھ جانا
بشریت کے احکام سے تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کا عصا جب سانپ بن
جاتا تو کھانا پیتا بھی تھا۔ یہ اس کا کھانا پینا۔ اس کی اس شکل کے
حوارض تھے۔ رب فرماتا ہے۔

(۱) وَ اٰمِیْمًا اِلٰی مُوْسٰی اَنْ
اَنْتَ عَصَاکَ فَاِذَا هِیَ تَلْقَفُ
مَا یَا فِیْکُوْنُ
(احزاب پارہ ۷)

(۲) وَ اَنْتَ مَا فِیْ رِیْمٰتِکَ
تَلْقَفُ مَا صَبَّحُوا (سورہ اطرہ پارہ ۱)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشریت میں آدم علیہ السلام کی فرسہ اور
ان کی اولاد ہیں۔ اور نورانیت میں آدم علیہ السلام کی اصل ہیں۔

تو ازل و قائل نہیں۔ ایمان نور ہے۔ یمن نورانی ہے۔ عالم نورانی
نبوت نور ہے۔ نبی نورانی ہیں۔ اس کے باوجود یمن کی اولاد
عالم کی اولاد جاہل۔ نبی کی اولاد کافر بھی ہو جاتی ہے جتنی لوگ نورانی
گے جو یں نور ہیں۔ مگر حدیث شریف سے ثابت ہے کہ بعض جنتی
کی خواہش کریں گے اور انہیں اولاد ہوگی۔ فرماؤ اگر نور کے اولاد
ہو سکتی تو ان جنتی لوگوں کے اولاد کیسی ہوگی۔

نواض نمبر ۲

آیۃ قَدْ جَاءَکُمْ مِنَ اللّٰهِ کُتُوْبٌ وَّ کِتٰبٌ حَبِیْبٌ میں واؤ عطف
بری کے لئے ہے اور نور سے قرآن شریف مراد ہے۔ نہ کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم جسے کتاب میں بتا رہی ہے۔

جواب : محققین مفسرین کے نزدیک نور سے مراد حضور صلی
میں وسلم ہیں جیسے امام جلال الدین سیوطی اور تفسیر خازن۔ ہذا رک
ہر ابن عباس۔ تفسیر صادی وغیرہ۔ نیز اس آیت کی ابتدا میں حضور صلی
میں وسلم کا ذکر شریف ہے کہ رب نے فرمایا :

مَنْ اَنْکَنَابَ قَدْ جَاءَکُمْ
لَنَا یٰبِیْنَ مُکَدِّیْنَ
لَنْتَمُ تَحْفُوْنَ حَتَّ
بَ وَ یَحْفُوْنَ کَثِیْرٌ
جَاءَکُمْ مِنَ اللّٰهِ کُتُوْبٌ

اسے کتاب والو! بیشک تمہارے
پاس ہمارے رسول تشریف لائے
جو تم پر ظاہر فرماتے ہیں ہمت
سی وہ چیزیں جو تم نے کتاب
میں چھپا ڈالی تھیں اور بہت کچھ

رَسُولُهُ مَا شَاءَ

پیامبر کا

محانت فرماتے ہیں ہمیشہ تمہارے پاس
کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن

اس اوپر والی آیت نے بتایا کہ نور سے مراد وہ ہی رسول ہیں جن کا ذکر
آج کا نیز واؤ ذکر عطف تفسیری ماننا گویا معنی مجازی مراد لینا ہے اور بلا
معنی مجازی نہیں لینا چاہیے۔ کیونکہ عطف معطوف الیہ میں مخالفت عام
ہے۔ تو چاہیے کہ نور اور ہر کتاب کچھ اور۔ نیز عطف تفسیری میں کتاب میں
تجدید ہے اور پہلی صورت میں کتاب میں ہیں نامیس اور نامیس تجدید سے
ہے یعنی بہتر ہے کہ دوسری عبارت کچھ نئی بانٹتا ہے نہ یہ کہ پہلی عبارت کو
کہہ دے نیز اس آیت کی تفسیر وہ آیت ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا
إِلَىٰ آلِهِمْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ

اس آیت نے محانت طور پر حضور کو نورانی سورج فرمایا اور خود قرآن کی
تفسیر دوسری تفسیر ہے۔ اعلیٰ ہے نیز اس آیت کی تفسیر وہ حدیث ہے
جسے مولوی اشرف علی صاحب نے اپنی کتاب نشر الطیب میں بحوالہ
عبدالمزاق حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل فرمایا۔
يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَىٰ خَلَقَ قَبْلَ الْأَنْبِيَاءِ نُورًا يَبِينُكَ مِنْ
ظُلُمٍ كَـ

اور قرآن کی تفسیر جو خود صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں۔
وہ اعلیٰ کتاب ہے۔ نیز کتاب کے لئے نور کا ہونا ضروری ہے۔

وہ بڑھی جاسکے۔ جیسے عبارت قرآن کے لئے اس سر ظاہری نور
ضرورت ہے۔ ایسے ہی قرآنی محانت کے لئے نور روحانی کی
ضرورت ہے۔ اور وہ نور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

مستطاب نمبر ۱

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ خود قرآن تذکرہ یعنی نصیحت، یا
لی پھیلی باتوں کو یاد دلانے والا ہے۔ قرآن نور ہے۔ قرآن ہدایت
ہے۔ قرآن برہان ہے۔ قرآن شفا ہے۔ رحمت ہے۔ جب قرآن میں
ساری صفات موجود ہیں تو اب دوسرے نور یا دوسری ہدایت کی
ضرورت نہیں۔ آیات ملاحظہ ہوں۔

(۱) وَتِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الَّتِي كُنَّا نُنزِّلُهَا عَلَيْكَ لَعَلَّكَ تَأْتِي
بِهَا بَيِّنَاتٍ لِّرَبِّكَ

(۲) وَكُنَّا نُنزِّلُهَا عَلَيْكَ لَعَلَّكَ تَأْتِي
بِهَا بَيِّنَاتٍ لِّرَبِّكَ

(۳) وَكُنَّا نُنزِّلُهَا عَلَيْكَ لَعَلَّكَ تَأْتِي
بِهَا بَيِّنَاتٍ لِّرَبِّكَ

(۴) وَكُنَّا نُنزِّلُهَا عَلَيْكَ لَعَلَّكَ تَأْتِي
بِهَا بَيِّنَاتٍ لِّرَبِّكَ

(۵) وَكُنَّا نُنزِّلُهَا عَلَيْكَ لَعَلَّكَ تَأْتِي
بِهَا بَيِّنَاتٍ لِّرَبِّكَ

دَرَسْکُمْ (نساء پارہ ۵)

اعتراض نمبر -

رب کی طرف سے دلیل آپ کی

چونکہ یہ تمام خوبیاں قرآن سے حاصل ہو چکیں اور تحصیل حاصل ہے۔ لہذا نبی ہیں ان میں سے کوئی صفت نہیں مانی جاسکتی۔

(دیوبندی و چکڑاوی)

جواب : جیسے قرآن آخری کتاب ہے اور سارے عالم کے لئے ہمیشہ کے لئے آئی ہے۔ اس لئے اس میں یہ تمام خوبیاں موجود ہیں غافلوں کے لئے مذکورہ - غافلوں کے لئے نور - گمراہوں کے لئے ہدایت جسمانی یار و حافی بیمار بول کے لئے شفاء - مومنوں کے لئے رحمت - محققین کے لئے ہریان ہے ایسے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری ہیں - اور سارے عالم کے لئے اور ہمیشہ کے لئے۔ لہذا ان میں بھی تمام خوبیاں ہونی چاہئیں۔ کہ ہر قسم کی مخلوق حضور سے فیض حاصل کر سکے۔ اس لئے رب تعالیٰ نے حضور کے وہ تمام صفات بیان فرمائے جو قرآن کریم نے بیان کئے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مذکر یعنی نصیحت فرماتے والے یا اگلی پھپلی یا تنبیہ دلائے والے بھی ہیں۔ حضور برہان یعنی دلیل بھی ہیں۔ حضور شفاء بھی ہیں حضور رحمت بھی ہیں۔ آیات ملاحظہ ہوں۔

(۱) فَذَكِّرْهُمْ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ (نساء پارہ ۵)

والے ہر۔

إِنَّا كُنَّا نَهْنِيهِ إِلَى صِرَاطٍ

مُقِيمٍ (نساء پارہ ۵)

یہ شک تم سیدھے راستے کی ہدایت کرتے ہو۔

اے لوگو! تمہارے رب کی دلیل آگئی اور تمہاری طرف ہم نے روشنی فوراً کیا۔

اور نہیں بھیجا ہم نے تم کو گمراہیوں کے لئے رحمت۔

غرضیکہ نہ قرآن کی صفات کی حد ہے نہ صاحب قرآن کی صفات کی اتنا۔ بلکہ کبھی احسان کا قیام ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم دل ایمان و جان کا قیام ہیں۔

اس میں تحصیل حاصل لازم نہیں۔ کیونکہ ہم دنیا میں دو نوروں کے حامل ہیں۔ ایک آنکھ کا نور۔ دوسرے سورج یا چراغ کا نور۔ اگر آنکھ روشن ہو مگر چراغ وغیرہ کی روشنی نہ ہو تو بھی نظر نہیں آتا۔ اور اگر چراغ وغیرہ کی روشنی ہو مگر آنکھ میں نور نہ ہو تو بھی کچھ نہیں سمجھتا۔ اسی طرح قرآن مگر یا چراغ یا سورج ہے اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم گویا نور نظر ہیں یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سورج و چاند ہیں تو قرآن کریم نور نگاہ۔ غرضیکہ ہم کو نور قرآن کی بھی ضرورت ہے اور نور نبوت کی بھی۔ نماز قرآن سے علی۔ مگر نماز کی تعداد رکعتوں کی مقدار۔ نماز کا طریقہ حضور سے حاصل ہوا۔ اسی طرح رکوع و

حج وغیرہ قرآن نے دیا۔ مگر ان کی ادائیگی کا طریقہ حضور نے سکھا
نہ اس میں تفصیل حاصل ہے۔ نہ کوئی دوسری قباحات۔ بلکہ
نبوت کی حاجت نور قرآنی سے پہلے ہے۔ اسی لئے کافر کو کہ
پڑھا کفر مسلمان کرتے ہیں نہ کہ قرآن پڑھا کر۔ بچہ کہہ کا
میں اذان کہتے ہیں قرآن نہیں پڑھا سکتے۔

اعراض نمبر ۸

حدیث شریفہ میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
لَا تَقْرَأُ الْقُرْآنَ حَتَّى تَغْتَسِلَ بِمَاءٍ ثَلَاثًا - اور آخر میں
وَأَجْزَلُ ثَلَاثًا - یعنی اسے اللہ میری آنکھ میں۔ کان میں۔ گو
میں۔ ہڈی میں نور کر اور مجھے نور بنا دے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ
وسلم خود پہلے ہی سے نور تھے تو اس میں دعا کی کیا وجہ تھی۔ نہ
وہ دینا یا جانا ہے جو پہلے سے نور نہ ہو۔

مجاہد: اس میں دو جواب ہیں۔ ایک الزامی دوسرا
الزامی جواب تو یہ ہے کہ آپ ہمیشہ دعا مانگتے ہیں۔ لہذا
الضوابط المستفیضہ۔ اسے اللہ ہمیں سیدھے راستہ کی ہدایت
دے تو کیا آپ اس دست گمراہ تھے۔ جب آپ پہلے ہی ہوا
پر ہیں۔ پھر ہدایت کیوں مانگ رہے ہیں۔ رب فرماتا ہے:

(۱) هُدًى يَهْدِيهِ رَبِّي - یہ قرآن پر ہیزگاروں

ہدایت دینے والا ہے (سورہ بقرہ ۱۷۱)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
۱- (سورہ نساء پارہ ۵) لا تَدْرُسُوا

بناؤ جو پہلے ہی پر ہیزگار بن چکے۔ انہیں ہدایت دینے کے
معنی۔ اور جو پہلے ہی ایمان لا چکے۔ ان کے ایمان لانے
بیا معنی۔ تحقیقی جواب یہ ہے کہ حضور نور صلی اللہ علیہ
سلم کا یہ دعا مانگنا کہ خداوند امیر آئندہ۔ کان وغیرہ میں
مکے۔ امت کو تعلیم دینے کے لئے ہے کہ وہ یہ دعا
کریں۔ یا نور کی زیادتی کی دعا ہے نورانیت پر قائم رہنے
والا ہے۔

اعراض نمبر ۹

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نور کوہا حضور کی بے ادبی ہے
ضد کی عزت اسی میں ہے کہ آپ خاک سے ہوں۔ کیونکہ
نور سے افضل ہے۔ اس لئے کہ فرشتے نور ہیں۔ اور
علیہ السلام خاکی بشر اور فرشتوں سے آدم علیہ السلام
کہا نہ کہ آدم علیہ السلام نے فرشتوں کو حضور کو نور
کریا آپ کی تڑپیں کرنا ہے۔ نور ساجد ہے اور خاک مسجود۔

جواب: اس اعتراض کے بھی دو جواب ہیں ایک الزامی اور
تحقیقی۔ الزامی جواب تو یہ ہے کہ پھر خدا تعالیٰ کو نور
نور کی اور قرآن کی بے ادبی ہوئی۔ تعبیر ہے کہ حضور کو

نور کہتے ہیں تو آپ کو حضور کی بیادنی معلوم ہوا اور خدا تعالیٰ کو
کہتے ہیں یہ ساری بیادنی کا نور ہو جائے۔ ماشاء اللہ ولولہندی ہوا
بھی ادب والے بن گئے۔ چہنوں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم
ایسی کھلی گستاخیالیں جو کھلا کا قر بھی نہ کر سکے تحقیقی جواب یہ
کہ سجدہ آدم علیہ السلام کے صرف غامی جسم شریف کو نہ تھا بلکہ اس
نورانی روح کو تھا جو جسم شریف میں پھونکی گئی۔ رب فرماتا ہے
فَإِذَا دَنَا مِنْكَ ذُكُورُكَ وَنَحْنُ
قَبِيلُكَ مِنْ شُرُوحٍ ذُفَعُوْكَ
سَاجِدِينَ۔

(سورہ حجر پارہ ۱۵)

معلوم ہوا کہ سجدہ روح آدم علیہ السلام کو ہے چونکہ جسم
شریف اس روح کی بجلی گاہ بن چکا تھا۔ اس لئے سجدہ اُسے بھی ہو
اور آدم علیہ السلام کی روح نور مصطفویٰ کی ایک بجلی تھی۔ ورنہ آدم
علیہ السلام کا جسم شریف تو روح پھونکتے سے چالیس سال پہلے
پیدا ہو چکا تھا۔ اگر صرف جسم ہوتا تو ایسا تک توقف نہ کیا جاتا
اس سے پہلے سجدہ ہو چکا ہوتا۔ نیز ابلیس کو خاک پر خاک میں
خاک کی طرف سجدہ کرنے میں کبھی عذر نہ ہوتا۔ کیونکہ وہ
اس سے پہلے خاک کے ہر ذرہ پر سجدے کر چکا تھا۔ آج یہ
ایسا سجدہ بھی کر لیتا۔ ایسا جو سجدے سے انکار کر رہا ہے وہ

حقیقت اس نورانیت کا منکر ہے جو سجدہ کا باعث ہے۔ نیز
فقط خاک ہی کو سجدہ کرنا تھا تو خاک کے دوسرے ٹھکانے ہزار ہا
ہوئے ان میں سے کسی کی طرف سجدہ کر دیا جاتا۔ معلوم ہوا کہ خاک مسجود
نہی بلکہ وہ نور مسجود تھا۔ جو آدم علیہ السلام میں ولایت تھا۔
زبان حال سے کہتے تھے آدم!
جسے سجدہ ہوا ہے میں نہیں ہوں

معارضہ نمبر ۱۔

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں تو آپ اولاد آدم کیسے ہوئے
وہی کی اولاد نہیں ہوتا حضور کو اسی لئے آدمی کو اجاتا ہے یعنی آدم والے۔
جو احباب اہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہی ہیں
نور بھی۔ یعنی نورانی بشر ہیں۔ ظاہری جسم شریف بشر ہے اور حقیقت
نور ہے۔ اولاد آدم ہونا اس جسم بشری کی صفت ہے۔ لیکن
حقیقت کے لحاظ سے حضور ساری عالم کی اصل ہیں۔ اور سارا عالم
خود سے ہے۔ رب فرماتا ہے:

وَكُلُّ إِنَّا صَلَاحٌ وَكُسْكُ
نِيَاكِي وَنَمَاتِي وَنَلَا رَاجِ
اَلْمَلِيْنِ۔ لَا شَرِيْكُ لَكَ
بَدَايَا مُدَوِّجٌ وَآدَمَا
وَالْمُسْلِمِيْنَ ۵

فرما دے میری نماز میری قربانی
میری زندگی میری وفات اس
اللہ کے لئے ہے جو جانوں
کا پالنے والا ہے۔ اس کا
کوئی سا جھی نہیں۔ مجھے اس

(اعراض -

بارہ -

۲) قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ الْكَافِرِينَ فَلَيْسَ بِيَدِي شَيْءٌ
فَاَمَّا اُولَ الْكَافِرِينَ فَهُمْ عِندِي وَلَقَدْ نَزَّلْنَاهُ
وَكَاثِبًا مِّنْ ذُرِّيَّتِي اِلَّا كَيْسَ لِّمَن يَخُنْ
ذٰلِكُمْ لَا تَقْضِيْهِمْ وَاَوْفَا بِوَعْدِهِمْ

(بنی اسرائیل بارہ ۱۵)

کا حکم دیا گیا اور میں ساری اطاعت
کر لئے والوں میں پہلا ہوں۔

نزد کہ اگر خدا کا بیٹا ہوتا تو اس
کا پہلا عابد میں ہوتا۔

نہیں ہے کوئی چیز مگر رب کی رحمت
کے ساتھ اس کی تسبیح کہتی ہے
کیکل تم ان کی تسبیح سمجھتے نہیں۔

ان آیات سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ ہر ذرہ ہر حرکت
آسمان کا ہر چہ تسبیح خوان ہے۔ اور رب کا عابد ہے۔ دوسرے یہ
ان تمام سے پہلے حضور رب کے عابد تھے۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ
وسلم اس وقت کے عابد ہیں جب نہ فرشتے تھے نہ آسمان نہ زمین
نہ عالم کی کوئی چیز۔ کیونکہ اگر کوئی چیز حضور سے پہلے پیدا ہو چکی
ہوتی تو پہلی عابد وہ ہوتی نہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔

اور یہ بھی یقینی بات ہے کہ بشریت کی ابتداء آدم علیہ السلام
سے ہے۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس اولیت کی حالت میں
بشر تھے۔ تو آدم علیہ السلام اول بشر اور ابوالہریرہ نہ ہوتے۔ لہذا
ماننا پڑے گا۔ کہ حضور اس اولیت میں یقیناً نور ہیں۔ اور اس
جسمانی حالت میں بشر ہیں۔ یہ تمام رشتے اس جسم اقدس کے ہیں۔
حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اچھے ایک رسالہ التالیف قلب

اللیفہ بکتابتہ فہرست التالیف کے شروع میں فرماتے ہیں کہ
عالم ادواح میں سارے پیغمبروں نے حضور کی روح پر فخر سے
بغض لیا۔ اس سے علم حاصل کیا۔ اور حضور سے سیکھ کر آدم
علیہ السلام اسماء کے عالم ہوئے۔ حضور اسی عالم میں نبیوں کے
بھی نبی ہیں۔ جس پیغمبر نے جو سیکھا ہے سب حضور کے شاگرد
اور حضور ان تمام کے استاد اول ہیں۔ حضور خود فرماتے ہیں کہ
كُنْتُ نَبِيًّا وَّ اَدَمُ جَبِيْنُ السَّادَةِ وَالْحَبَسُ۔ بلکہ تمام ملائکہ
اور تمام عالم افارہ اسے جو کچھ جانتے ہیں۔ حضور کے برائے سے
جانتے ہیں۔ عبارت یہ ہے :

اس دنیا سے اتر کر سارے پیغمبر
حضور کے مدرسہ میں حاضر ہوئے
اور آپ کے کتب میں شاگرد
بنے۔ ہر ایک نبی نے علم کی ایک
کتاب اور دین کا ایک ایک باب
حضور سے پڑھا۔ دیاں سے صدائے
ہو کر دنیا کو فیض دینے کی مسند
پر جا گزیں ہوئے اور اللہ کے احکام
کی مخلوق کو تعلیم دی ان پیغمبروں
میں سب سے پہلے حضرت آدم

وصل اول بعد از نزول و انتقال
از ان عالم حضرت انبیاء و حاکمان
جلس علم و شاگردان عوڑہ۔
دیں اوہر یکے کتابچہ از علم
و بابے از دین خواندہ و تفصیل
نمودہ بود و ہر مسند افاضہ نشستہ
کلمات اللہ را بے خلق افشاہ و
افاضہ فرمود و فہم الیشاں آدم
صغی اللہ آمد کہ با وجود نسبت
اہوت در درسی آن خلف صدق

زادہ ادب زدہ صحاح لغات
 و اسماء تعلیم نمودہ بود -
 پر مستند خلافت مسکینہ
 زودہ ساکنان طائر اسلمی را
 تعلیم و تلمیذین نمود -
 و حق استادی بر ایشان
 ثابت گردانیدہ عند دم
 و مسجود ایشان گشت -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اھنوا عن تمہارا -

علیہ السلام تھے جو والد ہوئے
 باوجود اپنے اس سچے فرزند کے
 میں باادب دوزانہ بیٹے تمام با
 اور چیزوں کے نام حضور سے
 پھر خلافت الیہ کے مسند
 چاہتے ہیں ہوئے - اور مامور
 مقررین کو تعلیم و تربیت فرمایا
 لگے جس سے آدم علیہ السلام
 حق استادی سارے فرشتوں پر
 ثابت ہوا اور آخر کار ان کے جو
 ہوئے -

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدا کا نور ہیں۔ تو آپ بھوک میں
 پیٹ پر پتھر کیوں باندھتے تھے۔ اور آپ کو بھوک کے زہر نے کیوں
 اثر کیا۔ آپ پر جادو کیوں چل گیا۔ بعض سنیہ دین کو کفار نے قتل
 کیسے کر دیا۔ جنگ احد میں حضور کا زخمت شریعت کیوں شدید ہوا۔
 کیا نور بھی بھوک کا ہو سکتا ہے۔ کیا نور پر زہر اثر کر سکتا ہے۔
 جواب :- یہ اور اس قسم کے حدیث اعتراضات جب پڑ سکتے تھے
 کہ ہم ان کی بشریت کا انکار کرتے۔ ہم تو کہتے ہیں کہ حضور

اللہ علیہ وسلم نور بھی ہیں اور بشر بھی۔ کبھی بشریت کے صفات آپ
 ظاہر ہوتے ہیں۔ کبھی نورانیت کے رب تعالیٰ نے آپ کو تمام
 صفت کا جامع بنا کر بھیجا۔ اگر حادثہ کھانا نہ ملا حظہ کریں تو شکم
 آپ پر پتھر جلی یا زہر دیں گے اور بھوک کے آثار بھی نمودار ہونگے
 لیکن اگر روزہ وصال میں روزہ کی نیت سے کھانا چھوڑیں۔ تو
 وہ مہینوں نہ کھائیں کوئی اثر نہیں۔ وہاں بشریت کا ظہور تھا۔
 یہاں نورانیت کی جلوہ گری ہے۔ یہاں بھوک کے زہر۔ قنار
 رنگ نے اثر دکھایا۔ مگر معراج کی رات دوزخ کی سیر فرمائی۔
 اس آگ۔ سرنیپ۔ بھوک سب کچھ موجود۔ مگر کسی کا اثر نہ ہوا۔
 بشریت بھی یہ نورانیت ہے۔ آج عیسیٰ علیہ السلام حدیث
 مال سے آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ جہاں نہ ہوا ہے۔ نہ
 کھانا نہ پینا۔ مگر زندہ ہیں۔ یہ زندگی نورانیت کا ظہور ہے۔
 حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو بہت ارفع
 و اعلیٰ ہے۔ ان کے غلام بعض اولیاء اللہ پر کبھی ایسا وقت
 آتا ہے۔ کہ مہینوں تک کھاتے پیتے نہیں۔ ان کے چہروں پر
 نور اثر نہیں کرتی۔ وصال کے ظاہر ہونے پر مومنوں کو اللہ کے
 کر میں بھوک پیاس سے امن ملے گا۔ ایک بزرگ جن کو ایک دفعہ
 وصال مار کر زندہ کر دے گا۔ پھر جب دوبارہ قتل کرنا چاہے گا تو
 ان کے خلق پر پتھری کام نہ کرے گی۔ یہ اس آفتاب نبوت کے ذریعے

ہیں پھر آفتاب کا کیا کتنا۔ سیاحِ سعدی علیہ الرحمۃ نے عرب فیصلہ فرمایا
فراتے ہیں مہ

گئے باحفصہ و زینب بہر دانتے کبھی اپنی ازدواج پاک کے ساتھ
وگا ہے با جبرئیل و میکائیل نہ ساختے مشغول ہونے اور کبھی جبرئیل

میکائیل کی بھی آپ تک پہنچائی نہ ہوئی
۔ عذاباتِ عزالتِ مرکار کی مختلف تجلیاں ہیں۔ کیا نہیں سنا کہ
ابراہیم علیہ السلام پر آگ نے سہیل علیہ السلام پر چھری نے اثر نہ کیا
یہ ان بزرگوں کی نورانیت کی جلوہ گری ہے۔

غرضیکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب کا نور ہیں۔ آپ کی بشریت نورانی
ہے۔ بلکہ آپ کی نورانی بشریت حضرت جبرئیل کی نورانیت سے کہیں اور
و اعلیٰ بلند و بالا ہے۔ مولانا فرماتے ہیں مہ

اے ہزاراں جبرئیل اندر بشر
بہر حق سوئے غریباں یک نظر

اعتراض نمبر ۱۲

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور ہوتے تو حضور کی ساری اولاد یعنی
قیامت تک سید نور ہوتے۔ کیونکہ اولاد اپنے ماں باپ کی جنس سے ہوتی
ہے۔ انسان کا بچہ انسان۔ فیر کا بچہ شیر۔ ایسے ہی چاہیے کہ
نور کی اولاد نور ہو۔ جب سارے سید نور نہیں تو حضور بھی
نور نہیں۔

جواب: اس کا جواب پہلے عنر گیا کہ حضور کے تمام یہ رشتے
شریت کے ہیں۔ نورانیت میں کسی سے کوئی رشتہ نہیں۔ حضور
نورانیت میں نہ کسی کی اولاد ہیں نہ کسی کے والد نہ کسی کے
بت دار۔ نہ رشتے والے۔ عالم نورانیت تو ہستہ اعلیٰ ہے۔
فی روح کسی کی نسل یا اصل نہیں۔ اس لئے اولاد روحانی اور صلات
ماں باپ کے خلاف بھی ہو جاتی ہے۔ نبی زادہ کافر۔ عالم کی
د جاہل۔ جاہل کی اولاد عالم ہو جاتی ہے۔ غرضیکہ ولادت بشریت
ہے۔ نورانیت کی نہیں۔

اعتراض نمبر ۱۳

قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی
ت سے پہلے ایمان و قرآن کی خبر بھی نہ تھی اور وحی سے
بے آپ کو اپنے نبی بننے کی اُمید بھی نہ تھی۔ پھر یہ کیسے
ست ہے کہ آپ عالم ارواح میں نبی تھے اور سارے پیغمبر
پا سے فیض پیتے تھے۔ ملاحظہ ہو:

۱. وَمَا كُنْتُ نَذِيرًا
لِّقَوْمٍ اِيَّاكَ اَدْعِيْتُ
حَسْبُكَ مِنْ رَبِّكَ (قصص پارہ ۲۰)
۲. وَمَا كُنْتُ نَذِيرًا
لِّقَوْمٍ اِيَّاكَ اَدْعِيْتُ
حَسْبُكَ مِنْ رَبِّكَ (قصص پارہ ۲۰)

تم کو اُمید بھی نہ تھی کہ تم پر
کتاب بھیجا دے گی مگر آپ
کے رب کی رحمت سے۔
اور آپ جانتے نہ تھے کہ کتاب کیا
ہے اور نہ یہ کہ ایمان کیا

(شہری پارہ ۲۵)

ہے۔

جب حضور کو ایمان کی بھی خبر نہ تھی۔ تو پیدائش کے پہلے
کے کیا معنی۔

جواب : اس اعتراض کے دو جواب ہیں ایک الزامی دوسرا
تحقیقی۔ الزامی جواب تو یہ ہے کہ پھر تو عیسیٰ علیہ السلام
صلی اللہ علیہ وسلم سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہوئے کہ آپ صلی
اللہ علیہ وسلم کی گود میں پیدائش سے چند گھنٹہ کے بعد قوم سے فرمایا
قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ ادْعَانِي
بِالْكَتَابِ وَاجْعَلْنِي مِيسِرًا۔
(مریم پارہ ۱۶)

اسی طرح حضرت یحییٰ علیہ السلام بھی حضور سے بڑھ
جاویں کیونکہ ان کے متعلق رب نے فرمایا :
وَإِنِّي نَسَاكُمُ الْمَكَّةَ صَبِيًا۔
(مریم پارہ ۱۶)

بلکہ لازم آئے گا کہ کفار بھی حضور سے علم میں بڑھ جاویں کیونکہ
وہ حضور کے بچپن سے جانتے تھے کہ حضور نبی ہیں۔ بحیرہ راسب
نے حضور کے بچپن میں حضور کی نبوت کی گواہی دی۔ کیونکہ اس نے
شجر و حجر کو کلمہ پڑھتے سنا۔ قرآن کریم فرماتا ہے :
يَعْرِفُونَ مَوْلَايَ فَاتَّخِذُوا اللَّهَ مَعَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامِ۔
یہ کفار حضور کو ایسا پہچانتے ہیں

(بقرہ پارہ ۲)

پہلے اپنی اولاد کو۔

نبی جیسے اولاد کو باپ اس کے بچپن بلکہ پیدائش کے وقت سے
جانتا ہے۔ ایسے ہی یہ کفار حضور کی پیدائش کے وقت سے
کو پہچانتے ہیں۔ فرماتا ہے

وَمَا يَسْتَفْتِيهِمْ فَيَقُولُ لَا تَحْكُم بِلَا
مَعْلُومَةٍ مِّنْ دُونِ الذِّكْرِ۔
اللہ تعالیٰ کفار کی
جنگ میں فتح و نصرت کی
دعا میں کرتے تھے۔

(بقرہ پارہ ۱)

نیز بخاری شریف میں ہے کہ پہلے وحی کے وقت حضور غایب
میں عبادت فرما رہے تھے۔ اور پہلے ہی سے اعتکاف شروع
کئے تھے۔ اگر حضور کو ایمان کی خبر نہ تھی تو یہ عبادت کس
رہے تھے۔ اور کیسے کر رہے تھے ؟

نیز معراج کی رات حضور نے بیت المقدس میں تمام انبیاء کو
پڑھائی۔ بتاؤ وہ کونسی نماز تھی کیونکہ ابھی تو نماز فرض ہی نہ ہوئی تھی
جواب تحقیقی چنہ ہیں۔ ایک یہ کہ سیدنا حمید اللہ ابن عباس فرماتے
کہ اس میں بظاہر خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور
بہت خطاب حضور کے دین دالوں سے ہے۔ تفسیر مدارک اور تفسیر
ان میں آیت : وَمَا أَكُنْتُ بِمُرْسِيٍّ مِّنْكُمْ۔

لَا أَتِيكُمْ بِالْحَقِّ۔
ہر مرسو صلی اللہ
حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ
بظاہر یہ خطاب نبی صلی اللہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَامَ لَهُ إِدْبَارُ
أَهْلِهِ دِينِهِ -

علیہ وسلم کو ہے اور مراد حضرت
کی اُمت ہے ۔

دوسرے یہ کہ اس آیت نمبر ایک میں مَا كُنْتُ تَزُوجُكَ لِنَفْسِي اِنْ
سے لڑکھائی اور معنی یہ ہوئے کہ آپ کو ظاہری اسباب کے لحاظ
یہ امید بھی نہ تھی کہ بغیر رحمت الہی آپ پر وحی ہوگی اور ظاہر ہے
حضور کو نبوت محض رب کے فضل سے ملی نہ کسی نبی کی دُعا سے ملی
کسی نبی کی وراثت سے حاصل ہوئی ۔ جیسے حضرت یارون کی نبوت
موسیٰ علیہ السلام کی دُعا سے تھی ۔ اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی
نبوت حضرت زکریا علیہ السلام کی وراثت سے اور حضرت سلیمان کی
نبوت حضرت داؤد کی میراث سے تھی ۔ رب فرماتا ہے :

(۱) وَ دَاوُدَ سُلَيْمَانَ ۚ وَ اٰدَمَ

سورۃ نمل پارہ ۱۹

(۲) وَ اٰدَمَ ۚ وَ اٰدَمَ ۚ وَ اٰدَمَ ۚ وَ اٰدَمَ ۚ

اٰدَمَ ۚ وَ اٰدَمَ ۚ وَ اٰدَمَ ۚ وَ اٰدَمَ ۚ

جہ۱۱ اذہری طہ پارہ ۱۶

حضرت سلیمان حضرت داؤد کے
وارثہ ہوئے ۔

موسیٰ علیہ السلام نے دُعا کی
مولیٰ میرے بھائی یارون کو
وہ میرا دے ۔

مگر حضور کی نبوت میں کسی کی دُعا یا وراثت کا واسطہ نہیں
حضور پر کسی کا احسان نہیں ۔ اس آیت میں مَا كُنْتُ تَزُوجُكَ لِنَفْسِي
کتاب الخ میں روایت کی نفی ہے ۔ روایت کہتے ہیں عقل و اُکل
جاننے کو یعنی آپ نبوت کے طور سے پہلے ایمان اور کتاب محض اُکل

س سے نہ جانتے تھے ۔ کیونکہ اُکل کا علم کبھی غلط بھی ہوتا ہے ۔
ام ربانی سے جانتے تھے ۔ جس میں غلطی و خطا کا احتمال نہیں ۔
س سے مراد کتاب و رہبان کے تفصیلی احکام ہیں ۔ یا ایمان سے مراد
ایمان ہیں ۔ غرض کہ اس کے بہت سے جواب ہیں ۔

مستطاب نمبر ۱۲ -

شروع بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب فارحان حضور
پہلی وحی اِشْرَافِہَا سَمِیْعًا اَتَتْ لَوْ حَضَرَ حَضْرَتِ جِبْرِیْلَ کو پہچان
سکے ۔ ورتہ ابن زفل کے بتانے سے پہچانا کہ یہ جبریل ہیں ۔ پھر
جیسے درست ہے کہ حضور اپنی نبوت پہلے ہی سے جانتے تھے ۔

جواب : یہ غلط ہے ۔ بخاری شریف کی اس روایت میں
لفظ ایسا نہیں جس کے معنی یہ ہوں کہ حضور نے حضرت
جبریل کو پہچانا ۔ اگر حضور حضرت جبریل کو نہ پہچانتے تو یہ آیت
و جاسم سَرِیْقَہ قَطْعی نہ رہتی ۔ کیونکہ آیت قطعی جب ہوگی ۔
اس کے کلام الہی ہونے میں کسی قسم کا کوئی شک و شبہ
ہے اور اگر حضور کو یہ معلوم ہی نہ ہو کہ یہ شخص فرشتہ ہے یا
نہ اور تو یہ پتہ بھی نہیں ہو سکتا کہ یہ رب کا کلام ہے اور
نہ حضور ہی کو اس آیت کے کلام الہی ہونے میں شک ہوا ۔ تو ہم
س کا یقین کسی طرح نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ ہمارا یقین تو حضور کے
ن پر قائم ہے ۔ اسی لئے اس وقت حضور انور نے حضرت

جبریل سے یہ نہ پوچھا کہ تم کون ہو اور مجھے کیا پڑھانا چاہیے
 ہو۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں جانتے پہچانتے
 تھے۔ کیوں نہ پہچانتے کہ حضرت جبریل اور سارا عالم حضور
 کے نور سے بنا۔ اور حضور کا نور ان سب سے پہلے پیدا ہو
 رہا ورقہ ابن نوفل کے پاس تشریف لے جانا اور ورقہ کا یہ عرض
 کرنا دوسروں کی تصدیق کے لئے تھا کہ سنتے داتے ورقہ کی یہ
 گفتگو سن کر حضور کی نبوت پر زیادہ مسلمان ہو جاویں۔ کیونکہ
 ورقہ توریت کے بڑے عالم تھے۔ کہہ داتے ان کے علم و عمل
 کے قائل تھے۔ اور ان پر اعتماد کرتے تھے۔ مگر ضحیکہ حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم کا بڑی بی خبریجہ انگریزی کے ساتھ ورقہ ابن نوفل کے پاس
 جانا اپنے علم کے لئے نہیں بلکہ ان سے تصدیق کرانے کے لئے
 تھا۔ تاکہ حضرت خدیجہ کو حضور کی نبوت کا عین الیقین مل
 ہو جائے۔ اور دوسروں کو علم الیقین۔ جیسے حضور کا پتھر دل سے
 کلمہ پڑھانا۔ وہ منزل سے گواہی دلوانا اپنے علم کے لئے نہیں
 دوسروں کے بتانے کے لئے ہے۔

اعتراض نمبر ۱۵

نور سے ابشر افضل ہے۔ دیکھو آدم علیہ السلام کو جو ابشر تھے۔
 فوری فرشتوں سے سجدہ کیا۔ اور معراج میں حضور ابشر ہو کر عرش
 سے بھی دیوانہ دیوانہ پہنچے جہاں دیوان کہاں سب ختم ہو گیا۔ اور فوری

جبریل سدرہ پر رہ گئے۔ لہذا حضور کو نور کہنا حضور کی شان
 مانا ہے۔

جواب ۱۔ اولاً تو یہ قاعدہ ہی غلط ہے کہ بشر نور سے مطلقاً
 افضل ہے۔ ورنہ پھر چاہیے کہ تم بلکہ ابو جہل وغیرہ بھی فرشتوں
 سے افضل ہوں۔ دوسرے یہ کہ اعتراض تب درست تھا۔ جب
 کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا انکار کرتے حضور
 کو بھی ہیں۔ ابشر بھی۔ محض بشر اور محض نور سے وہ افضل ہے
 نور بھی ہو اور بشر بھی۔

خیال رہے کہ کافر انسان کتے بلی سے بدتر ہے۔ سب
 آتا ہے اولئک حستم بشر السبیریکہ۔



بکستایت

سیدنا فضل شاہ اور فاضل گجرات

دوسرا باب

تن بے سایہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاں اور صدیاں معجزے بخشے وہاں یہ معجزہ بھی عطا فرمایا کہ حضور کے جسم شریف کو بے سایہ بنا دھوپ چاندنی چراغ وغیرہ کی روشنی میں آپ کے جسم اطہر کا ہر سایہ نہ پڑتا تھا۔ بلکہ جو لباس حضور پہنے ہوتے تھے وہ لباس بھی بے سایہ ہو جاتا تھا۔ اس پر آیات قرآنیہ احادیث صحیحہ اور فقہاء بلکہ خود فرقہ دیوبندیہ و ہابیہ کے اقوال گواہ و شاہد ہیں۔ چنانچہ رب تعالیٰ فرماتا ہے :-

حضور کے بے سایہ ہونے کا قرآنی آیات ثبوت

(۱) قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ -
اسے لوگو! تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور (محمد مصطفیٰ) اور روشن کتاب تشریف لائے۔

(۲) يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ ارْمِ سَهْلَكَ شَاهِدٌ وَمُشِيرٌ -
اے نبی ہم نے تم کو بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری سنانا دُرُتَا اللہ

وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ
اور جہانگیر نے والا سورج -

(۳) مَثَلُ نُورٍ كَمَثَلِ الْفُجْرِ
مِصْبَاحٍ آتِضَاعٍ فِي
جَاحِظَةٍ -

اللہ کے نور (محمد مصطفیٰ) کی مثال ایسی ہے جیسے طاق جیس میں چراغ چمکی میں ہو۔

اللہ تعالیٰ نے پہلی آیت میں حضور کو نور فرمایا۔ دوسری آیت سورج کو۔ تیسری آیت میں حضور کی ذات کو نور اور سینہ پاک کو رخ کی چمکی۔ اور ظاہر ہے کہ نہ تو نور کا سایہ ہوتا ہے نہ سورج اور نہ صاف چمکی کا۔ ان آیات سے حضور کا بے سایہ ہونا ثابت ہے تفسیر مدارک شریف پارہ اکھارہ سورہ نور میں زیر آیت اِذْ نَسَفَ اللَّهُ نَارَ الْكَاذِبِينَ وَكَانَ الْكَافِرُ فِيهَا وَكَانَ اللَّهُ عَالِمُ الْغُيُوبِ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات مہربان سے اس کے متعلق مشورہ کیا تو حضرت ذوالنورین مان ابن حنفان رضی اللہ عنہ نے بارگاہ عالیہ میں یوں عرض کیا،

جناب عثمان نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ رب نے آپ کا سایہ زمین پر نہ ڈالا تاکہ کوئی شخص اس سایہ میں قدم نہ رکھ سکے تو جب رب تعالیٰ نے کسی کو

(۴) وَقَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ إِنَّ اللَّهَ مَا
حَاطَ عَلَيْهِ عَلَى الْأَرْضِ يَكْلَأُ
حَاطَ إِنْشَاءً قَدْ رَدَّ عَلَى
بِكَ الظِّلِّ فَكَلِمًا لَمْ يَكُنْ
خَدَّائِي وَصَحِيقُ الْفَقْدِ مِم

عَلَى جِلْدِكَ كَيْفَ يُمَكِّنُ
أَحَدًا مِنْ تَلَوِيهِ عَزَّ وَجَلَّ

آپ کے سایہ پر قدم رکھنے کا
دیا تو کسی کو یہ قدرت کیسے
آپ کی زوجہ پاک کی عصمت
دارغ لگاٹھے۔

اور حضرت خلیفۃ المسیح امیر المومنین عمر رضی اللہ
نے بول عرض کیا۔

إِنَّ مَعْرَ ذَهَبَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا قَاطِعٌ
بِكَيْدٍ مِنَ الْمَنَافِقِينَ لَا تَكُ
اللَّهُ عَصَمَكَ مِنْ وَفْوَعِ
الذَّيَابِ عَلَى جِلْدِكَ لَا تَدَّ
يَقَعُ عَلَى النِّجَاسَاتِ
فَيَتَلَطَّخُ بِهَا فَكَلِمًا
عَصَمَكَ مِنْ قَائِلِكَ الْفَنَدَرِ
مِنْ الْفَنَدَرِ فَكَيْفَ لَا يَعَصَمَكَ
مِنْ ضَعْفَةٍ مَنْ تَكُونُ تِ
مُتَلَطِّخَةً يَسْتَمِي هَذِهِ
الْفَاحِشَةَ

عمر رضی اللہ عنہ نے
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عرض کیا کہ ہم کو منافقوں
جھوٹے ہونے کا یقین
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ
جسم پاک کو کبھی بیٹھنے
محفوظ رکھا۔ کیونکہ کبھی گندہ
پر پڑتی ہے جس میں وہ لحاظ رہا
حبیب اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس
گندگی سے بچایا ہے تو اس پر
کی صحبت سے قبول نہ بچائے گا
جو ایسی برائی میں رہتا

حضرت عثمان کے بیان سے معلوم ہوا کہ حضور انور کا جسم اطہر
سایہ ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیان سے معلوم ہوا کہ
آپ کے جسم پاک پر کبھی یہ عام کبھی نہ بیٹھی جسم انور کا ایسا سایہ
بی معجزہ ہے۔ اور جسم اطہر پر کبھی نہ بیٹھنا بھی معجزہ

حکیم ترمذی نے اپنی کتاب نوادر الاصول میں حضرت
ن فضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

عَنْ ذَكَوَانَ أَنَّ رَسُولَ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَكُونُ يَدًا لَهُ ظِلٌّ
شَسِيسٌ وَلَا قَسَمًا

سیدنا عبد اللہ ابن مبارک اور حافظ علامہ ابن جوزی
سید عبد اللہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔

قَالَ لَمْ يَكُنْ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
لَمْ يَكُنْ ظِلٌّ وَ لَمْ يَكُنْ
مَنْ تَسْمِي إِلَّا تَحْلِيَةً ضَرْفَةً
تَبَاهَا وَلَا مَعَ السَّوَابِجِ إِلَّا
نَدَّ صَوْنَهُ

یعنی فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کا سایہ نہ تھا اور نہ
کھڑے ہونے آپ آفتاب کے
سامنے مگر آپ کا نور آفتاب کے
نور پر غالب آ جاتا اور نہ کھڑے
ہوتے آپ چرخ کے سامنے

گلاب کا نور چراغ کے نور کو
ہیثمی شریف نے حضرت عبداللہ ابن بیضیہ سے

کی۔

قَالَ حَجَّيْتُ حَجَّةَ
الْوَدَاعِ قَدْ حَلَّتْ دَاسِرًا
بِمَكَّةَ قَدْ آتَيْتُ نَبِيَّهَا
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَهَلْتُ كَذَلِكَ
الْقَسْرَ -

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب خصا
کبریٰ شریف میں حدیث مذکور ان جو ابھی ذکر کی گئی۔ اسی
مثنوی ایک باب باندھا۔

قَالَ ابْنُ سَمِينٍ مِثْ
قَضَائِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اَنْ ظَلُّهُ كَانَ لَا
يَقْعُ عَلَى الْأَرْضِ وَ اِنَّهُ
كَانَ نَوْرًا فَكَانَ اِذَا
صَلَّى فِي الشَّمْسِ اَوْ الْقَمَرِ
لَا يَنْظُرُ لَمَّْا ظَلُّ -

کتاب مستطاب الفوز البسیب فی خصائص الجیب باب
نصل چارم میں فرماتے ہیں۔

۱۸ لَمْ يَفِجْ ظِلُّهُ عَلَى
رَأْسِ وَلَا دُمَى لَهُ
فِي شَمْسٍ وَلَا
سَ -

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفاء شریف
فرماتے ہیں۔

۱۹ مَا ذَكَرَ مِنْ
لَا ظِلُّ لَشَيْءٍ فِي
حَضْرَةِ وَلَا قَسْرَ لَامَنَهُ
فِي نَوْرًا -

حضرت امام شہاب الدین
نخاچی اس کی شرح نسیم الریاض
فرماتے ہیں :

۱۱ وَصِيحٌ دَلِيلٌ يَتَوَدَّ
لِلَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ذَكَرَ مِنْ اَنَّهُ لَا ظِلُّ
لِشَيْءٍ اِى حَيْسِدَا
سَرَايَتِ الدَّلَاطِيْفِ اِذَا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
نبوت کی دلیلوں میں سے وہ
شے جو ذکر کیا گیا کہ حضور
کے جسم لطیف کا سایہ نہ تھا
جبکہ آپ دھوپ یا چاندنی

كَانَتْ فِي شَمْسٍ أَوْ قَمَرٍ لَّانَّهُ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 كَانَتْ قَدْرًا وَالْأَكْثَرُ
 شَفَافَةً لَطِيفَةً لَا تُجِيبُ
 غَيْرَهَا وَلَا الْأَنْفُسُ لَا تَطْلُقُ
 بِهَا كَمَا تَشَاهَدُ فِي أَنْوَارِ
 الْحَقِيقَةِ وَهَذَا سَرَادَاةُ
 صَاحِبِ الْوَقَائِدِ عَنْ رَأْيِ
 عَمَّاسٍ قَالِ كَمْ حَيْكُنَ
 لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلٌّ وَ كَمْ
 يَفْهَمُ مَعَ شَمْسٍ الْأَقْلَبِ
 ضَوْؤُهُ ضَوْؤَهَا وَلَا مَعَ
 النَّسَرِ أَجِ الْأَقْلَبِ ضَوْؤُهَا
 ضَوْؤَهَا وَقَدْ قَعَدَ هَذَا
 وَالْكَلَامُ فِيهِ وَقَدْ لَطَقَ
 الْقَلَمُ أَنْ يَأْتِيَ التَّوَدُّ الْمُبِينِ
 وَكَوْنُهُ كَيْفَ لَا يَبْنَاهُ كَمَا
 نَوَهِتْ كَرَنَ فَهَمَّتْ فَهَوُوتُ

میں ہوتے کیونکہ حضور نور
 اور انوار شفاقت و لطیف ہیں
 کسی کے لئے اگر نہیں ہوتے
 کا سایہ نہیں ہوتا جیسا کہ قلم
 نوروں میں دیکھا جاتا ہے
 کتاب الوفا والے نے حضور
 ابن عباس سے یہ روایت کہ
 فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا
 اور نہ کھڑے ہوتے تھے
 آپ سورج یا چرخ کے سایہ
 گمراہ کی چمک ان کی چمک
 پر غالب آتی تھی۔ یہ گفتار
 اور اس میں کلام گذر چکا
 قرآن کریم فرماتا ہے کہ
 حضور کھلا ہوا نور ہیں اور آپ کا لہر
 اس کے خلاف نہیں جیسا کہ ہم
 کیا گیا ہے تو اگر تم سمجھو تو حضور
 علی اور ہیں کیونکہ نور وہ ہوتا ہے

وَيَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللَّهَ بَعَثَ
 لَكُمْ رَسُولًا لِقَاءِ اللَّهِ فِي شَأْنِ
 الْآخِرَةِ وَكَذَلِكَ تَتَذَكَّرُونَ

خود ظاہر ہو دوسرے کو ظاہر کرے اس
 کے تفصیل مشکوٰۃ الانوار میں ہے (تفصلاً)
 حضرت مولوی جلال الدین رومی قدس سرہ ثنوی شریف میں
 نے ہیں۔ (شعر)

دل نشانی از فقر پیرایہ بود
 سحر دار بے سایہ بود

جو فقیر حضور کی ذات میں فنا ہو
 وہ محمد کی طرح بے سایہ ہوتا ہے
 حضرت مولانا عبدالعلی سحر العلوم شرح ثنوی میں اسی شعر کی
 ح میں فرماتے ہیں۔

صرع ثانی بمجہذہ آل سرور
 علی اللہ علیہ وسلم کہ آل سرور
 اللہ علیہ وسلم را سایہ نمی افتاد

دوسرے صریح میں حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم کے معجزہ کی طرف اشارہ
 ہے کہ آپ کا سایہ نہ پڑتا تھا۔
 امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی موابہب لدنیہ شریف میں
 نے ہیں۔

لَمْ يَكُنْ لَهُ صَلَّى اللَّهُ
 وَسَلَّمَ ظِلٌّ فِي
 نَارٍ وَلَا فِي قَمَرٍ دَوَاةٍ
 مَبْنِي عَنْ ذَكَرَاتٍ

حضور کا سایہ نہ تھا نہ دھوپ
 میں نہ چاندنی میں جیسا کہ تہذیب
 شریف نے حضرت ذکر ان سے
 روایت کیا۔

علامہ حسین ابن محمد دیلمی اپنی کتاب الخسب فی احوال
 انس النقیس میں فرماتے ہیں :

لَمْ يَقَعْ ظِلُّهُ عَلَى الْأَرْضِ
وَلَا فِي شَيْءٍ كَذَلِكَ فِي قِسْمٍ

حضور کا سایہ زمین پر نہ پڑا
آپ کا سایہ دیکھا نہ گیا
دھوپ میں نہ چاندنی میں

(۱۲) کتاب نور الابصار فی مناقب آل النبی الاطہار میں فرماتے ہیں
لَمْ يَقَعْ ظِلُّهُ عَلَى الْأَرْضِ وَ
لَا فِي شَيْءٍ كَذَلِكَ فِي قِسْمٍ

کتاب الفضل القرنی میں امام ابن حجر کی رحمتہ اللہ علیہ
فرماتے ہیں :

وَهُوَ مِمَّا يُؤَيِّدُ أَنَّ صَلَاتِي
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاحِبَ
لُؤْسًا إِذَا كَانَ إِذْ أَمْسَى
فِي الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ لَا يَظْهَرُ
لَهُ ظِلٌّ وَلَا مَدَدٌ لَا يَظْهَرُ
لَهُ ظِلٌّ وَلَا مَدَدٌ لَا يَظْهَرُ
إِلَّا بِكَيْفِيَّةٍ وَهُوَ صَلَاتِي اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خَدَّصَهُ
اللَّهُ مِنْ مَسَائِرِ الْكَشَافَاتِ
الْحَسَنَانِيَّةِ وَصِيَّةِ لُؤْسًا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے نور ہو جانے کی تائید کرنے
والے دلائل میں سے ایک یہ
بھی ہے کہ آپ جب دھوپ
اور چاندنی میں چلتے تو آپ کا
سایہ ظاہر نہ ہوتا بلکہ سایہ
صرف کثیف چیز کا ہوتا ہے
اللہ تعالیٰ نے حضور کو ساری
جسمانی کمالات سے صاف
فرما دیا۔ آپ کو خالص نور

خَالٍ يَظْهَرُ لَهُ ظِلٌّ

بنادیا۔ لہذا آپ کا سایہ
بالکل ظاہر نہ ہوتا تھا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ اپنی کتاب مدح
۱۰۰ میں فرماتے ہیں۔

وہوہ مرآۃ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم راسیہ
آفتاب نہ در قمر۔

روایۃ الحکیم الترمذی عن
ان فی نوادر الاصول۔

۱۰۱ حضرت محمد الف ثانی قطب ربانی قدس سرہ مکتوبات
رہیف جلد نویسری مکتوبات نمبر ۱۰۰ میں فرماتے ہیں۔

اورا صلی اللہ علیہ وسلم
سایہ نبود در عالم شہادت
یہ ہر شخص الار شخص لطیف
ست چوں لطیف تر از دے
صلی اللہ علیہ وسلم در عالم
باشند اورا سایہ چہ صورت
رد۔

۱۰۲ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ تفسیر غریزی پارہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا
سایہ نہ تھا نہ دھوپ میں
نہ چاندنی میں۔

اسے حکیم ترمذی نے حضرت ذکوان
سے نوادر الاصول میں روایت کیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا
سایہ نہ تھا۔ عالم شہادت میں
ہر جسم کا سایہ جسم سے زیادہ
لطیف ہوتا ہے جب حضور صلی
اللہ علیہ وسلم سے لطیف دنیا میں
کوئی چیز نہیں تو آپ کے سایہ
کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔

اپنی تفسیر محمدی ساتویں منزل ص ۲۲۹ پر لکھتے ہیں۔
جہاں گرمی سخت ہندی تالی سر پر بدل سایہ کر دیا
تھے اوپر زمین نہ پوندا سایہ حضرت پیغمبر را

یہ ہے عقیدہ اہل حدیث حضرات کے بڑے بھاری عالم حافظ
صاحب لکھوی کا کہ حضور کا جسم نور بے سایہ ہے۔

عقل کا بھی تقاضا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے جسم نور کا سایہ نہ ہو کیونکہ عالم اجسام

بعض محسوس اجسام ایسے ہیں جن کا سایہ نہیں ہوتا یعنی وہ ہیں نور
مگر سایہ ندارد یا اس لئے کہ ان جسموں پر نور کی پالش قدرت نے کر
ہے یا اس لئے کہ وہ شفاف ہیں دیکھو چاند و سورج۔ تاکہ جسم
ہیں۔ محسوس بھی ہیں مگر ان کا سایہ نہیں کیوں صرف اس لئے کہ ان
نور کی پالش ہے۔ چاند تار سے ہوا نہ خود کالے ہیں۔ سورج کی
شعاعوں سے منور ہو گئے ہیں اس عارضی نورانیت کی وجہ سے ان کا
نہیں بہت صاف و شفاف شیشہ کا سایہ نہیں پڑتا۔ جب کہ بار
مشاہدہ کیا گیا ہے۔ شیشہ نور نہیں صرف شفاف ہونے سے
اس کو بے سایہ بنا دیا۔ بعض حالات میں کیفیت جسم کا سایہ نہ
ہوتا۔ جب ہر چار طرف سے اس پر روشنی ڈالی جاوے۔

کوئی شخص بجلی کے پیچھے کھڑا ہو جاوے تو سایہ نہ ہوگا۔ کیونکہ
اسنے نور نے گھیر لیا۔ مگر میوں میں جب دوپہر کے وقت سورج

سری پڑتا ہے تو جسم انسانی بلکہ کسی جسم کا سایہ نہیں پڑتا
مگر سورج کا نور جسم کے ہر حصہ پر پڑتا ہے۔ اگر بجلی کا تیز
نور خود بھی روشن ہو۔ اور اس کے اوپر دوسرے تیز بلیب
روشنی ڈالی جاوے تو یہ نور علی نور ہو جاوے گا وہاں
سایہ کا پڑنے کا سوال ہی نہ رہے گا۔ جب ان ظاہری اجسام
عارضی نور کی وجہ سے سایہ نہیں رہتا۔ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ
وسلم جنہیں رب تعالیٰ نے مجسم نور فرمایا۔ اور حضور اقدس صلی اللہ
وسلم نے خود بھی دعا کی اللہم اجعلنی نوراً خدایا مجھے
نور دے اور رب تعالیٰ نے قرآن مجید میں انہیں نور علی نور
فرمایا۔ کہ دیکھو سورہ نور شریف اگر اس جسم پاک کا سایہ
ہو تو کیا تعجب ہے۔ مذکورہ تمام اجسام کو بے سایہ مان لیا
جاسکتا ہے۔ حضور نور صلی اللہ علیہ وسلم کے بے سایہ ہونے
کیوں انکار ہے۔

دوسری فصل

اعتراضات و جوابات

نور بے سایہ کے مسئلہ پر مخالفین کے پاس کوئی قوی
اعتراضات نہیں۔ صرف دو تین شبہات ہیں جو ہر جگہ
سلف پیروں میں بیان کرتے پھرتے ہیں۔ چنانچہ ہم ان کے

اعتراضات مع جوابات عرض کرتے ہیں۔ رب تعالیٰ قبول فرما
اعتراض نمبر ۱۔

سند امام احمد بن حنبل میں بروایت بی بی صفیہ
رضی اللہ عنہا ہے۔

قَالَتْ بَيْنَمَا أَنَا كَيْدَمًا
بِشَافَةِ الشَّهَابِ وَ إِذَا
أَنَا بَطُلُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(مقبول)

فرماتی ہیں کہ ایک
ٹھیک دوپہری میں حضور
صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لائے میں حضور کے سایہ
تھی۔

دیکھو حضرت صفیہ فرماتی ہیں کہ میں حضور کے سایہ
میں تھی۔ اگر حضور کا سایہ نہ تھا تو آپ سایہ میں
کس طرح ہو گئی تھیں۔ لفظ ظل پر غور کرو۔ ظل سایہ
کو کہتے ہیں۔

تھوڑے۔۔ کسی دیوبندی دہابی کو حضور کا سایہ ثابت
کرنے کے لئے اس حدیث کے سوا کوئی نہ مل سکی
وہ اس کو بڑے فخر سے پیش کرتے ہیں۔ جواب ملاحظہ فرما
جواب : اس حدیث میں ظل سے مراد یہ معروف
سایہ نہیں۔ جو کثیف اجسام کا ہوتا ہے کیونکہ بدینہ منور

گرسی کی ٹھیک دوپہری میں یہ سایہ پڑتا ہی نہیں۔
اتنا دراز سایہ کہ دوسرا آدمی اس میں چل سکے۔ یہ
زمینوں میں دوپہر کے وقت ہمارے پاؤں بھی نہیں
۔ لہذا یہاں یہ سایہ مراد نہیں عربی بلکہ اردو
بھی رحمت و خیرانی و کرم اور پناہ کو سایہ کہتے ہیں
طور پر بزرگوں کو کہتے ہیں دام ظلم۔ ان کا سایہ
رہے۔ یا نہ ظلم ان کا سایہ دراز ہو۔ اس کا مطلب
ہیں کہ حضرت صاحب دن رات دھوپ و آگ میں
رہیں۔ اور ان کا سایہ پڑتا رہے۔ مطلب یہ ہے
پس کسی مہربانی رحمت پناہ ہمیشہ رہے۔ حدیث پاک
ہے۔

عجز و انکسار والا عادل
بادشاہ اللہ کا سایہ ہے

سَطَاتُ اَنْعَادِي
اَضَعُ ظِلُّ اللّٰهِ۔

(جامع صغیر جلد دوم ص ۱۱۱)

نیز حدیث پاک میں ہے۔
مَعَهُ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ
تَظِلُّ جَمْعُهُ۔

سات آدمی ہیں کہ اللہ
انہیں اپنے عرش کے
سایہ میں رکھے گا۔

دیکھو نہ خدا تعالیٰ جسم کثیف ہے کہ اس کا سایہ

ہو نہ عرش اعظم سایہ دار جسم ہے۔ یہاں دونوں جگہ سے مراد رحمت اور پناہ ہے۔ نیز حدیث پاک میں
 اِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرًا تَدْعُ
 قَدِيرًا لِّرَّكِبٍ فِي ظِلِّهَا
 صَاعِدًا عَامِرًا لَا يَفْطَرُهَا
 وَهِيَ كَالْزَبَدِ الْخَمْرِ سَمِيحًا

دستبرد جنت میں نہ دھوپ ہے نہ چاندنی۔ پھر طہ
 درخت کے سایہ کے کیا معنی دہاں بھی سایہ سے مراد
 پناہ یا اوس کے نیچے ہونا ہے تمہاری پیش کردہ حدیث
 میں اگر سایہ سے مراد یہ سایہ معذرت ہو تو یہ حدیث
 ہماری پیش کردہ حدیث ہماری پیش کردہ حدیث ذکر
 کے بھی خلاف ہوگی۔ اور اُن آیات قرآنیہ کے بھی خلاف
 جو پہلے باب میں غرض کی گئیں۔

دوسرا اعتراض

قرآن کریم میں رب تعالیٰ فرماتا ہے:

يَتَقَبَّلُ ظِلَّكَ لَمَّا عَنِ الْيَمِينِ وَتَحْتَ الْاُفُقِ

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ ہر چیز خود بھی اللہ
 تعالیٰ کو سجدہ کرتی ہے اور اس کا سایہ بھی اگر حضور صلی اللہ

عالم کا سایہ نہ ہو تو حضور دوسری مخلوق کے مقابلے میں
 اید ہوں گے۔ تمام مخلوق کے دو سجدے حضور کا
 نہ ایک سجدہ۔ لہذا حضور کا سایہ ہونا تاکہ حضور
 کی عبادت بھی دو طرح کی ہو۔
 جواب ۱۔ اس اعتراض کے دو جواب ہیں۔
 ۱۔ الٰہی دوسرا تحقیقی۔

جواب الٰہی تو یہ ہے کہ اگرچہ اس سوال سے لازم آتا ہے کہ جب کوئی دیوبندی
 صاحب میں نماز پڑھ رہا ہو تو مولوی صاحب کا سایہ نہ پڑے۔ اور
 وقت کوئی جائز دھوپ میں کھڑا ہو۔ تو جس کا سایہ
 نہ رہا ہو۔ تو اسی وقت مولوی صاحب سے وہ جانور
 افضل ہو جاوے۔ کہ مولوی صاحب تو صرف اپنے
 ہی سجدہ کر رہے ہیں۔ سایہ نہیں کر رہا۔ اور وہ
 جانور بھی سجدہ کر رہا ہے۔ اس کا سایہ بھی جو تم
 اپنے متعلق دہاں جواب دو گے۔ وہ ہی یہاں جواب
 دے لیتا۔

جواب تحقیقی یہ ہے۔ کہ حضور سید عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم کا ایک سجدہ تمام دنیا کی تمام عمر کی
 عبادت سے افضل ہے۔ جب حضور کے صحابی کا سوا
 سیر جو خیرات کرنا ہمارے پہاڑ بھر سونا خیرات کرنا

سے افضل ہوا تو حضور کی عبادت کا کیا پوچھنا ہے۔ کرلی
چیز سایہ دار ہو یا غیر سایہ دار۔ حضور کے درجہ
کو نہیں پہنچ سکتی۔

مولوی صاحب! آئندہ آپ اور آپ کی جماعت
ہمیشہ دھوپ میں ہی تمازیں پڑھا کریں۔ تاکہ ڈبل سہ
ہوا کرے آپ کا اور آپ کے سایہ کا بھی۔

تیسرا اعتراض

رب تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے :
قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ فرمادو کہ میں تم جیسا بشر ہوں
جب یہ حکم قرآنی حضور ہم جیسے ہیں اور ہم تو
بے سایہ نہیں بلکہ سایہ دار ہیں تو چاہیے کہ حضور بھی
بے سایہ نہ ہوں۔ سایہ دار ہوں۔ ورنہ مِثْلُكُمْ کا
ظہور نہ ہوا۔

جواب : اس اعتراض کے بھی دو جواب ہیں
ایک الزامی دوسرا تحقیقی۔

جواب الزامی تو یہ ہے کہ پھر تو یوں کہو کہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم ہم جیسے بشر ہیں اور ہم تو نہ نبی
ہیں نہ رسول نہ شفیع المذنبین نہ رحمۃ للعالمین تو نمود

مذ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی نہ نبی نہ رسول نہ
ی اور صفت عالیہ سے موصوف ہوں۔ بشر مثکم
اسی تفسیر سے نبوت و رسالت وغیرہ ہی کا انکار
کیا۔

جواب تحقیقی یہ ہے کہ اس آیت کریمہ میں مشیت
مذ اس میں ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے
مذ کی طرح نہ خدا ہیں۔ نہ خدا کی اولاد نہ خدا کے
شعہ دار بھائی وغیرہ اللہ کے خالص بندے ہیں۔
آپ میں الوہیت کا شائبہ بھی نہیں۔

مخالفین کے پاس سایہ ہونے پر کوئی قوی دلیل
ہیں۔ صرف عناد و ضد سے انکار کرتے ہیں یوں ہی
بیات شبہات کو دلائل سمجھے جیتے ہیں۔ ہم نے
اسی قدر آیات قرآنیہ احادیث نبویہ اقوال بزرگان دین
مذ دلائل تمہارے بزرگوں کے اقوال پیش کر دیئے۔
مذ بھی سایہ ہونے پر کوئی آیت یا حدیث یا صحابی کا
لگان ہی پیش نہ کر دے۔ اگر نہیں پیش کر سکتے تو آقا
در جہان صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خدا و بزرگوار کمال
اکبر انکار کرتے ہو۔ انسو کس ہے کہ دوسری قومیں
چنے بزرگوں کے جھوٹے کلمات کے دھندلے پیٹے

ہیں۔ اور تم اپنے رسول کے سچے کمالات ماننے کو
تیار نہیں۔ اگر اس قسم کے لاکھوں کمالات رب تعالیٰ
نے حضور کو دے دیئے تو تمہارا کیا بگڑ گیا۔ اللہ
تعالیٰ وہ آنکھ عطا فرما دے جو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ
علیہ وسلم کے کمالات دیکھے۔ آمین !

آنکھ والا تیرے جلوں کا تماشا دیکھے
دیدہ کر کیا آئے نظر کیا دیکھے

دوستو! یہ ظاہری آنکھیں ظاہری سرمہ سے تیز ہوتی
ہیں۔ مگر دل کی آنکھ خاک و ادلیا سے منور ہوتی ہے۔
کسی بزرگ کے آستانہ کی خاک دل کی آنکھ پر ملنا کہ
بصیرت تیز ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایوبیل نے
صوف بصارت سے دیکھا۔ کافر ہی رہا۔ حضرت صدیق اکبر
رضی اللہ عنہ نے بصیرت سے بھی دیکھا مومن صحابی ہوئے۔
سُزمن کن در چشم خاک ادلیا
تا بہ بینی را ابتدا تا انتہا



اللہ تعالیٰ علیٰ خیرہ خلقہ و فرشتہ سیدنا محمد و آلہ واصحابہ
الہم عین برکتہم و دھوا رحمہم الودیعین

قصیدہ نور

اذا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی

ہیں مہر بنی بٹتا ہے بلبل نور کا
جہ میں سہانا پھول پھول نور کا
ن کہ چاند کا جڑا ہے سجدہ نور کا
ت چھائی ظلمت گہما گہما نور کا
یہ نور کا ہر عضو نکلا نور کا
دل سے رہا ہے جان سہل نور کا
زباں شاہ بھروسے پیالہ نور کا
لے دیکھ کر تیرا ہما نور کا
لے خاک پر جھکتا ہے تھا نور کا
ہے نوری بھرن ادا ہے دیا نور کا
تا دور تھا دل جل رہا تھا نور کا
دل پاک میں ہے بچ بچ نور کا

اے رضایہ احمد نوری کا فیض نور ہے
ہو گئی تیری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا

حضرت حکیم الامت علیہ السلام کی بیان افروز تصانیف

(۱)	تفسیر قرآن مجید جلد چہارم	۱۱
(۲)	تفسیر نعیمی جلد اول	۱۲
(۳)	" " " دوم	۱۳
(۴)	" " " سوم	۱۴
(۵)	" " " چہارم	۱۵
(۶)	" " " پنجم	۱۶
(۷)	" " " ششم	۱۷
(۸)	مرآۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول	۱۸
(۹)	" " " دوم	۱۹
(۱۰)	" " " سوم	۲۰
(۱۱)	" " " چہارم	۲۱
(۱۲)	" " " پنجم	۲۲
(۱۳)	" " " ششم	۲۳
(۱۴)	" " " ہفتم	۲۴
(۱۵)	" " " ہشتم	۲۵
(۱۶)	جامع الحق جلد اول	۲۶
(۱۷)	" " " دوم	۲۷
(۱۸)	شان حبیب الرحمن	۲۸
(۱۹)	فتاویٰ نعیمی مکمل	۲۹
(۲۰)	سفرنامہ اول	۳۰
(۲۱)	" " " دوم	۳۱

(۲۲)	علم الفتہ آن	۳۲
(۲۳)	مراۃ نعیمیہ حصہ اول	۳۳
(۲۴)	" " " حصہ دوم	۳۴
(۲۵)	" " " حصہ سوم	۳۵
(۲۶)	نئی نقشبندیہ	۳۶
(۲۷)	اسلامی زندگی	۳۷
(۲۸)	امیر معاویہ پر ایک نظر	۳۸
(۲۹)	سلطنت مصطفیٰ	۳۹
(۳۰)	اسلام کی چار اصولی اصطلاحیں	۴۰
(۳۱)	اسرار الاحکام	۴۱
(۳۲)	درس القرآن مجید	۴۲
(۳۳)	رحمت خدا تعالیٰ کے سبب اولیاء	۴۳
(۳۴)	علم میراث	۴۴
(۳۵)	رسالہ نور	۴۵
(۳۶)	دیوان ساکتہ	۴۶
(۳۷)	ایکسا اسلام	۴۷
(۳۸)	اکلام المفتبول	۴۸

صاحبزادہ افتخار احمد خاں کی کتابیں

(۳۹)	بر او جنت بجا اسرار سنت	۴۹
(۴۰)	ازبلا تردید عیسائیت	۵۰
(۴۱)	حالت الامم المسلمین	۵۱

خوشخبری

حضرت حکیم الامت کی تفسیر عاشیتہ القرآن
حصہ ۱

ترجمہ اعلیٰ حضرت عکسی - بہترین لکھائی چھپائی

عمدہ دلائل کاغذ - خوشنما طائیت

پہلے پندرہ پارے چھپ کر آگیا۔

حسدایہ

ستم اول عجلہ منبری چرمی ^{۲۰} بیس روپے
دوم غیر چرمی ^{۱۰} ستر روپے
تیس

میں خیر تعلیمی کتب خانہ گجرات پنجاب